امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۲۲/ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲/جون ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر 22

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- مدارس کے طلبہ کی گرفتاریاں ذمہ دار کون
- دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا غم
- حج مساوات اسلام کی تعلیم کا نچوڑ
- مکاتب تعلیم کے بنیادی مراکز ہیں
- صدر جمہوریہ کے قانونی اختیارات
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

ملک سے لاقانونیت کو ختم کرنا ہر محبّ وطن کی ذمہ داری: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مسلم پرسنل لا بورڈ کے 28ویں انتخابی اجلاس میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی بورڈ کے صدر منتخب، امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی بورڈ کے سکریٹری نامزد

رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی

مسلمانان ہند کی باوقار تنظیم، مشترکہ ومتحدہ پلیٹ فارم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا 28واں انتخابی اجلاس مورخہ 3، 4 جون 2023ء کو ریاست مدھیہ پردیش کے تاریخی وصنعتی ضلع اندور کے جامعہ اسلامیہ بنجاری تحصیل مہو کے پرشکوہ احاطہ میں منعقد ہوا، جس میں ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے، اراکین بورڈ اور شہرت یافتہ قائدین ملت وعمائدین قوم نے اتفاق رائے سے مشہور عالم دین و فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کو بورڈ کا پانچواں صدر منتخب کیا۔ صدارت کا یہ منصب مرشد امت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے وصال سے خالی ہوگیا تھا اور دستوری لحاظ سے اس کو فی الفور پر کیا جانا ضروری تھا۔ چنانچہ مولانا رحمانی کے صدر منتخب ہونے کے بعد انہوں نے مجلس عاملہ کے مشورہ سے بورڈ کے دیگر عہدیداران کی خالی نشستیں پر کیں۔ چنانچہ جناب سید سعادت اللہ حسینی (دہلی) مولانا سید شاہ گیسو دراز خسرو حسینی (گلبرگہ) کو نائب صدر اور حضرت مولانا فضل الرحیم مجددی (جے پور) کو جنرل سکریٹری نامزد کیا، ساتھ ہی تین نئے سکریٹریز امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی (مونگیر)، مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی (لکھنؤ) اور مولانا محمد یسین علی بدایونی کو نامزد فرمایا، اس انتخابی اجلاس میں جناب ڈاکٹر قاسم رسول الیاس (دہلی) بورڈ کے ترجمان اور جناب کمال فاروقی صاحب معاون ترجمان بنائے گئے۔ اس طرح آئندہ میقات کے لئے درج ذیل عہدیداران ہوں گے:

نائبین صدر: مولانا سید ارشد مدنی (دیوبند)، پروفیسر ڈاکٹر سید علی نقوی (علی گڑھ)، مولانا کاکا سعید احمد عمری (تامل ناڈو)، جناب انجینئر سید سعادت اللہ حسینی (دہلی)، مولانا ڈاکٹر سید شاہ گیسو دراز خسرو حسینی (گلبرگہ)، **جنرل سکریٹری**: مولانا فضل الرحیم مجددی (جے پور)، **سکریٹریز**: امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی (مونگیر)، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی (مالیگاؤں)، مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی (لکھنؤ)، مولانا یٰسین علی بدایونی (بدایون)، **خازن بورڈ**: جناب پروفیسر ریاض عمر (دہلی)، **ترجمان بورڈ**: جناب ڈاکٹر قاسم رسول الیاس (دہلی)، **معاون ترجمان**: جناب کمال فاروقی (دہلی) منتخب ہوئے۔

بورڈ کے اس انتخابی اجلاس میں خطبہ استقبالیہ جناب مولانا محمد تصور فلاحی نے پیش کیا، اس کے بعد مختلف نشستوں میں دوسرے ایجنڈوں پر سیر حاصل گفتگو ہوئی، بورڈ کی مختلف کمیٹیوں یعنی لیگل کمیٹی، اصلاح معاشرہ کمیٹی، شعبہ خواتین کمیٹی، تفہیم شریعت کمیٹی، کمیٹی برائے تحفظ مذہبی وثقافتی کی رپورٹیں اور آئندہ کے منصوبے سامنے آئے، ان کمیٹیوں کی پیش رفت کا خلاصہ جنرل سکریٹری بورڈ نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا پھر اجلاس کے اختتام پر تفصیلی مذاکرہ اور غور و فکر کے بعد جو تجاویز منظور کی گئیں وہ حسب ذیل ہیں:

1۔ یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ ملک میں نفرت کا زہر پھیلایا جا رہا ہے اور اس کو سیاسی لڑائی کا ہتھیار بنایا جا رہا ہے، یہ اس ملک کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ جنگ آزادی کے مجاہدین، دستور کے مرتبین اور ملک کے اولین معماروں نے اس ملک کے لئے جو راستہ اختیار کیا تھا، یہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ یہاں صدیوں سے مختلف مذاہب، قبائل، زبانوں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے ملک کی خدمت کی ہے اور اس کو آگے بڑھانے میں یکساں کردار ادا کیا ہے، اگر یہ ہم آہنگی اور بھائی چارہ ختم ہوگیا تو ملک کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ اس لئے یہ اجلاس حکومت سے ہر محبّ وطن شہریوں سے، مذہبی قائدین اور دانشوروں سے، قانون دانوں، سیاسی رہنماؤں اور صحافیوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ نفرت کی اس آگ کو پوری قوت کے ساتھ بجھانے کی کوشش کریں ورنہ یہ آگ آتش فشاں بن جائے گی، اور ملک کی تہذیب، اس کی نیک نامی اس کی ترقی اور اس کی اخلاقی وجاہت سب کو جلا کر خاک کر دے گی۔

2۔ قانون انسانی سماج کو مہذب بناتا ہے، ظالموں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرتا ہے، مظلوموں کو انصاف فراہم کرتا ہے، اور اس کے لئے حصول انصاف کی امید ہوتا ہے، لاقانونیت سماج کو انارکی میں مبتلا کر دیتی ہے؛ اس لئے حکومت ہو یا عوام، اکثریت ہو یا اقلیت، برسر اقتدار گروہ ہو یا اپوزیشن، سرمایہ دار ہو یا غریب ومزدور، سب کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔ لیکن اس وقت بدقسمتی سے ملک میں لاقانونیت کا ماحول بن رہا ہے، ماب لنچنگ ہو رہی ہے، ملزم پر کیس ثابت ہونے سے پہلے اس کو سزا دینے کا رجحان بڑھ رہا ہے، جو مکانات دسیوں سال سے بنے ہوئے ہیں، جو حکومت اور انتظامیہ کی نظروں کے سامنے بنے اور جن سے قانونی واجبات بھی وصول کئے جاتے رہے، ان کو بلڈوزر کے ذریعہ لمحوں میں زمیں بوس کر دیا جاتا ہے۔ احتجاج کا دستوری حق استعمال کرنے والے اور پُر امن طور پر اپنا موقف پیش کرنے والوں کو سنگین دفعات کے تحت گرفتار کر لیا جاتا ہے اور جرم ثابت کئے بغیر مدتوں ان کو جیل میں رکھا جاتا ہے، یہ سب لاقانونیت کی بدترین شکلیں ہیں۔ لاقانونیت عوام کی طرف سے ہو یا حکومت کی طرف سے بہر حال قابل مذمت ہے، اس کو روکنا حکومت کا اور تمام باشندگان ملک کا فریضہ ہے۔

3۔ ملک کے دستور میں ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے، یہ اس کا بنیادی حق ہے، اس میں پرسنل لا بھی شامل ہے۔ یہ اجلاس حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ تمام شہریوں کی مذہبی آزادی کا احترام کرے، پرسنل لا کے ذیل میں مختلف گروہوں کے جو تشخصات ہیں، ان کو ختم کر کے یونیفارم سول کوڈ کا نفاذ ایک غیر دستوری بات ہوگی، یہ اتنے متنوع، مختلف مذاہب اور تہذیب کے حامل ملک کے لئے نہ موزوں ہے اور نہ ہی مفید، اگر اس کو پارلیامنٹ میں اکثریت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زبردستی نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تو اس سے ملک کا اتحاد متاثر ہوگا، ملک کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے بورڈ کا یہ اجلاس جو مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے نمائندوں پر مشتمل ہے، حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس ارادہ سے باز آجائے اور ملک کے حقیقی مسائل پر توجہ کرے۔

4-عبادت گاہوں سے متعلق 1991ء کا قانون خود پارلیمنٹ کا منظور کردہ قانون ہے، اس کو قائم رکھنا حکومت کا فریضہ ہے، اور اسی میں ملک کا مفاد بھی ہے؛ ورنہ پورے ملک میں مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی لڑائی شروع ہو جائے گی، جو ملک کی بہت بڑی بدبختی ہوگی۔ اس وقت گیان واپی مسجد اور متھرا کی عیدگاہ سے متعلق نچلی عدالتوں اور ہائی کورٹ کے جو متواتر فیصلے آرہے ہیں اس نے مسلمانوں میں تشویش پیدا کر دی ہے 1991 ایکٹ کی موجودگی کے باوجود قدیم مسجدوں پر یلغار شروع ہوچکی ہے۔ بورڈ کا یہ اجلاس یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ مساجد اللہ کا گھر ہے، اسلام کا یہ مسلمہ اصول ہیکہ ناجائز طریقہ سے حاصل کی گئی زمین پر مسجد تعمیر نہیں کی جاسکتی، اس لئے یہ الزام انتہائی بے بنیاد ہے کہ بعض مساجد کسی دوسرے کی عبادت گاہ پر تعمیر کی گئی ہیں۔ لہذا بورڈ کا یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ 1991 ایکٹ کو سختی سے نافذ کرے، اسی میں ملک کی بھلائی اور خیر خواہی ہے۔

5۔ ملک کی جمہوریت کو پرکھنے کا اصل پیمانہ یہ ہے کہ ملک کی اقلیتیں کتنی محفوظ و مامون ہیں۔ ان کے حقوق کو کتنا تحفظ حاصل ہے، افسوس کہ مسلمان تو یہاں فرقہ پرست عناصر کی چیرہ دستیوں کا شکار ہوتے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں حکومت کی اَن دیکھی بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن اب ملک کی دوسری اقلیتیں بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں، جس کی بدترین مثال اس وقت منی پور میں عیسائی اقلیت کی جان و مال پر حملے اور ان کی عبادت گاہوں کو نذر آتش کرنے کا واقعہ ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ شرپسندوں کے خلاف سخت قدم اٹھائے، ملک کی سیکولر قدروں کی حفاظت کرے اور عالمی سطح پر بھارت کے چہرے کو داغ دار ہونے سے بچائے۔

6۔ اوقاف دینی وانسانی مقاصد کے لئے مسلمانوں کی جانب سے دی جانے والی املاک ہیں، جن کو شرعاً وقانوناً اُن کے مقررہ مقاصد ہی پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ حکومت یا عوام کی طرف سے وقف کی جائیداد پر قابض ہو جانا یہ کھلے طور پر غصب ہے، خواہ یہ کسی مسلمان کی طرف سے ہو یا غیر مسلم کی طرف سے، ملک کے کسی شہری کی طرف سے ہو یا حکومت کی طرف سے، بہر حال یہ ایک غیر قانونی عمل ہے۔ اس لئے بورڈ اوقاف کے سلسلہ میں حکومت کے بعض نمائندوں کی طرف سے جاری کئے جانے والے ان بیانات پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے، جس میں مسلمانوں کو ان کے اوقاف سے محروم کرنے کے جذبہ کا اظہار ہوتا ہے اور حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے کسی بھی قدم سے باز رہے نیز مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اوقاف کی حفاظت کے لئے مقامی طور پر بھرپور کوشش کریں، افتادہ اراضی کی احاطہ بندی کرائیں، اوقاف کو ان کے مقررہ مقاصد نیز جہاں ضرورت ہے، وہاں ملت کے نونہالوں کے تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کریں۔

7۔ مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور پڑھنے والوں کو بتایا جاتا ہے کہ وہ انسانوں سے محبت اور مخلوق کی خدمت کرنے والے افراد ہیں۔ یہ ادارے آزادی کے بعد ہی سے قائم ہیں، یہ بالکل اسی طرح ہیں جیسے سنسکرت کی تعلیم کے لئے پاٹھ شالے قائم کئے گئے تھے اور جواب بھی موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ ملک کے مشرقی علاقوں میں مدارس کو بند کرنے اور ان کی املاک کو تباہ کرنے کی حکومتی سطح سے کوشش کی جارہی ہے، یہ سرکاری دہشت گردی کی بدترین شکل ہے۔ (**بقیہ: صفحہ ۱۴/پر**)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قلم کا بنیادی کردار

’’قسم ہے قلم کی اور ان چیزوں کی جو وہ فرشتے لکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے کرم سے دیوانے نہیں ہیں اور آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے‘‘(سورہ قلم:۳)

مطلب: قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالی نے قلم کی قسم کھائی ہے، کیونکہ قلم علم کو محفوظ کرنے اور دور دور تک پہونچانے کا سب سے موثر ذریعہ ہے، دنیا میں بڑے بڑے کام قلم کے ذریعہ ہی ہوتے رہے ہیں، لوگوں کی ذہنی وفکری آبیاری میں قلم کا بنیادی کردار رہتا ہے، اس لئے تاریخ کے ہر دور میں متعدد اصحاب فکر ونظر علماء نے مختلف علوم وفنون میں طبع آزمائی کی اور انتہائی ناسازگار حالات میں قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کی، بعض علماء کے بارے میں مورخین نے لکھا کہ وہ مستقل لکھنے کے لئے ہی وقف تھے، معجم البلدان کے مصنف یاقوت نے ابوریحان البیرونی کے بارے میں لکھا کہ البیرونی علم حاصل کرنے میں دن رات مشغول رہتے تھے، قلم کو ہاتھ سے اور آنکھ کو کتاب سے کبھی جدا نہیں کیا، اس طرح کے بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات میں مل جائیں گے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں بہت سے محققین کا قلم ودوات سے بڑا گہرا رشتہ وتعلق تھا، جنہوں نے قلم کے ذریعہ علم وتحقیق کا دریا بہایا، مگر افسوس ہے کہ عصر حاضر میں لکھنے کا یہ ذوق اور محنت وجفاکشی کا شوق مدہم پڑتا جا رہا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ماہر فن قلم کار کا فقدان ہوتا جا رہا ہے، اگر ہمارے اندر مطالعہ کرنے اور لکھنے پڑھنے کا ذوق وجذبہ پیدا ہو جائے تو آج بھی حکماء اور عبقری شخصیتیں پیدا ہوں گی، اس آیت کی دوسری تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ آیت میں قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے کائنات کی تقدیر لکھی گئی ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت عبادہ بن صامت کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھ، قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ تو حکم دیا کہ تقدیر الٰہی کو، قلم نے حکم کے مطابق ابد تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا، اسی لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا کہ آیت میں اگر قلم سے مراد تقدیر لیا جائے، جو سب سے پہلی مخلوق ہے تو اس کی عظمت اور تمام چیزوں پر ایک برتری ظاہر ہے، اس لئے اس کی قسم کھانا مناسب ہوا اور اگر قلم سے مراد عام قلم لئے جائیں جس میں قلم تقدیر اور فرشتوں کے اقلام کے علاوہ انسانوں کے قلم بھی داخل ہیں تو اس لئے اس کی قسم کھائی گئی (معارف القرآن:۵۳۱/۸) آیت کے آخر میں مشرکین مکہ کے باطل نظریات کی تردید کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ دنیا کے اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانے کے شریروں نے برے القاب سے پکارا، لیکن تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقا ودوام کی مہر ثبت کی اور ان کو مجنون کہنے والوں کا نام ونشان باقی نہیں رہا، اس طرح قلم اور اس کے ذریعہ لکھی ہوئی تحریریں آپ کے ذکر خیر اور آپ کے بے مثال کارناموں اور علوم ومعارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھیں گی اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہے گا۔

پانچ آزمائشوں سے پناہ مانگو

’’حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ اے مہاجرین، پانچ چیزیں ایسی ہیں جن میں تم کو آزمایا جائے گا اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم کو ان چیزوں میں آزمایا جائے، کسی بھی قوم میں اس وقت تک بدکاری ظاہر نہیں ہوتی جب تک وہ کھلے عام بدکاری نہ کرنے لگے، جب یہ کام کرنے لگیں گے تو قحط سالی اور بھکمری آئے گی اور حکمرانوں کے ظلم وستم سے انہیں دوچار ہونا پڑے گا، اسی طرح جب وہ زکوۃ دینا بند کردیں گے تو ان پر بارش روک لی جائے گی اور جب وہ وعدہ کو توڑیں گے تو اللہ تعالی ان پر ایسا دشمن مسلط کردے گا جو ان کے ہاتھوں سے بہت کچھ چھین لے گا اور جب وہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے تو اللہ تعالی ان میں جھگڑا اور تفرقہ پیدا کردے گا۔(ابن ماجہ، باب العقوبات)

وضاحت: اسلام انسانی معاشرے کو اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل معاشرہ بنانا چاہتا ہے، بدکرداری وبدعہدی اور معاشرت ومعیشت میں بے راہ روی وبددیانتی کو قطعا برداشت نہیں کرتا، کیوں کہ اس سے معاشرہ تباہ وبرباد ہوتا ہے اور انسانی افراد کو روحانی ومادی نقصان پہونچاتا ہے، اس لئے کہ جب کسی قوم میں یہ برائیاں عام ہو جاتی ہیں تو قوم وملک کی ہلاکت وبربادی کا سبب بنتی ہیں، گذشتہ قوموں میں مختلف طرح کی روحانی بیماریاں تھیں، قوم لوط میں شرک کے ساتھ فحاشی وبے ہودگی، قوم مدین میں ناپ تول میں کمی بیشی کرنا اور تجارتی لین دین میں بددیانتی کرنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی، اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ اخلاق وعادات کی اصلاح پر توجہ دلائی، مگر یہ قومیں سرکشی وعناد پر قائم رہیں تو اللہ تعالی نے انہیں تباہ وبرباد کردیا، اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو متنبہ کیا کہ برائی وبدکاری کے قریب بھی نہ بھٹکنا، اس لئے کہ جب کوئی قوم فحاشی وبے حیائی میں مبتلا ہو جاتی ہے تو ایسی قوم دنیا میں مختلف طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے یا اس طرح جب کوئی ناپ تول میں کمی بیشی کرتی ہے تو اس قوم پر رزق کی تنگی پیدا ہو جاتی ہے اور ظالم حکمرانوں کا ان پر سایہ دراز ہو جاتا ہے، جن لوگوں پر زکوۃ وصدقات واجبہ کی ادائیگی لازم ہے مگر وہ اس کے ادا کرنے سے پہلوتہی اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالی اس پر خیر وبرکت اور رحمت کی بارش روک لیتے ہیں، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ اس کو خشک سالی اور قحط سالی میں مبتلا کردیتا ہے، اسی طرح جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق حق وانصاف سے فیصلے کرتی ہے تو اللہ اس قوم پر اطمینان وسکینت نازل فرماتے ہیں، لیکن جب وہ جذبات کی رو میں بہنے لگتی ہے اور حق تلفی کرنے لگتی ہے، عدل وانصاف کے دامن کو چھوڑ دیتی ہے تو اس کے نتیجہ میں آپسی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، پھر معاشرہ تباہی کی راہ پر چلنے لگتا ہے، اب ذرا غور کیجئے کہ آج دنیا میں عذاب کی جتنی بھی شکلیں پائی جاتی ہیں، وہ سب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے، آج ہم اپنی بدعملی کی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلاء ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا گھر اور معاشرہ مہذب وشائستہ ہو اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ بنے تو اپنے کو اسلامی کلچر میں ڈھالنا اور سنت وشریعت کے مطابق زندگی گذارنی ہوگی۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قربانی کس پر ہے

س: قربانی کے وجوب کے لیے کیا نصاب ہے؟ کن لوگوں پر واجب ہے؟

ج: ہر ایسا عاقل وبالغ مقیم مسلمان مرد وعورت جس کے پاس بنیادی ضروریات مثلاً رہائشی مکان، استعمال کے فرنیچر، برتن، لباس اور سواری وغیرہ سے زائد اور قرض سے فاضل ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ رگرام، ۳۶۰ رملی گرام) چاندی، یا ساڑھے سات تولہ (۸۷ رگرام ۴۸۰ رملی گرام) سونا، یا ان میں سے کسی ایک کے بقدر کوئی دوسری مالیت ایام قربانی میں موجود ہو، تو وہ مالک نصاب ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔ ’’و منها (اى من شرائط وجوب الأضحية) الغنى...... وهو أن يكون فى ملكه مائتا درهم أو عشرون ديناراً أو شئ تبلغ قيمته ذالک سوى مسكنه و ما يتأثث به و كسوته وخادمه وفرسه وسلاحه ومالا يستغنى عنه و هو نصاب صدقة الفطر...... و جميع ما ذكرنا من الشروط يستوى فيها الرجل و المرأة لأن الدلائل لا تفصل بينهما.‘‘(بدائع الصنائع: ۵/۱۹۷-۱۹۶)

کاشت کی زمین نصاب میں شامل ہے یا نہیں

س: بکر کے پاس کاشت کی کچھ زمین ہے، جس سے پیداوار حاصل کرتا ہے، اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

ج: کاشت کی زمین سے پیداوار اتنی حاصل ہو جائے جو صاحب زمین اور اس کے اہل وعیال کے سالانہ خرچ کے لیے کافی ہو اور اس کے علاوہ مقدار نصاب غلہ بچ جائے تو ایسی صورت میں قربانی واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔ اس لیے کہ کاشت کی زمین کے نصاب میں شامل ہونے اور وجوب قربانی کے لیے ضروری ہے کہ سال بھر کے خرچ کے علاوہ مقدار نصاب غلہ موجود ہو۔ "إذا كان له عقار يستغله تلزمه الأضحية إذا دخل منه قوت عامه و زاد معه النصاب.‘‘(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۶۱۷)

مقدار نصاب زیورات ہوں تو وجوب قربانی

س: میری لڑکی بالغہ ہے، اس کو شادی کے موقع پر دینے کے لیے ہم نے کچھ زیورات بنوار کھے ہیں، جو مقدار نصاب ہیں، کیا میری لڑکی پر قربانی واجب ہوگی؟

ج: صورت مسئولہ میں جب کہ زیورات مقدار نصاب ہیں اور آپ نے ان زیورات کا مالک لڑکی کو بنا دیا ہے، تو قربانی لڑکی پر واجب ہوگی، اور اگر لڑکی کو ابھی مالک نہیں بنایا ہے، بلکہ خود ہی مالک ہیں تو ایسی صورت میں قربانی آپ پر واجب ہوگی۔ "الأضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر فى يوم الاضحى عن نفسه‘‘(الهدايه: ۴۴۳/۳)

نابالغہ لڑکی مالک نصاب ہو تو قربانی کا حکم

س: میں نے لڑکی کی پیدائش کے بعد ہی زیورات بنوا کر رکھ دیا اور اس کے نام سے اکاؤنٹ کھلوا کر رقم جمع کرنا شروع کردیا تا کہ اس کی شادی میں کام آئے، لڑکی ابھی نابالغ ہے، لیکن مالک نصاب ہے، ایسی صورت میں کیا اس پر زکوۃ وقربانی واجب ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں لڑکی مالک نصاب ہے، لیکن جب تک وہ نابالغہ ہے اس پر زکوۃ وقربانی واجب نہیں ہے، بالغہ ہونے کے بعد زکوۃ بھی دینی ہوگی اور قربانی بھی کرنی ہوگی۔ "و لو كان للصبى مال فالأصح أنها لا تجب فى ماله بالإجماع." (الفقه الحنفي وادلته: ۲۱۴/۳)

مشترک فیملی ہو تو قربانی کا حکم

س: چار بھائیوں کی ایک جوائنٹ فیملی ہے، سب کا کاروبار اور آمدنی کا حساب الگ الگ ہے، لیکن کھانا پینا، چولہا چوکی مشترک ہے، ایسی صورت میں کیا ایک قربانی سب کی طرف سے کافی ہو جائے گی یا ہر ایک کو الگ الگ کرنی ہوگی، جبکہ ہر ایک مالک نصاب ہے؟

ج: گھر میں جتنے بھی لوگ مالک نصاب ہیں، خواہ مرد ہوں یا عورت، ہر ایک پر قربانی واجب ہے، لہٰذا سب کو اپنی طرف سے قربانی کرنی ہوگی، ایک ہی قربانی گھر بھر کی طرف سے کافی نہیں ہوگی۔ "الأضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر في يوم الأضحىٰ عن نفسه".(الهدايه: ۴۴۳/۳)

مشترک کاروبار ہو تو قربانی کس پر ہے

س: ایک دکان چار بھائیوں کو وراثت میں ملی، چاروں نے مشترک طور پر اس دکان میں کام کرنا اور اس کو بڑھانا شروع کیا، چاروں کا کھانا پینا، رہنا سہنا ایک ساتھ ہے اور گھر کے سارے اخراجات مشترکہ طور پر اسی دکان سے پورے ہوتے ہیں، دکان کی آمدنی ایک جگہ جمع ہوتی ہے، ایسی صورت میں قربانی کس کے ذمہ ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں مذکورہ کاروبار کی مالیت اور اس کی آمدنی کو اگر چار حصوں پر تقسیم کیا جائے اور ہر بھائی کا حصہ مقدار نصاب کو پہونچ جائے تو ایسی صورت میں چاروں بھائیوں پر شرعاً قربانی واجب ہوگی۔ ’’و شرط وجوبها اليسار عند أصحابنا رحمهم الله و الموسر فى ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون ديناراً أو شئي يبلغ ذالک‘‘(الفتاوىٰ التاتار خانيه؛ كتاب الأضحية: ۱۷/۴۰۵) فقط والله تعالىٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڈیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 22 مورخہ ۲۲؍ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲؍جون ۲۰۲۳ء روز سوموار

قربانی کی ضرورت

ذی الحجہ کا مہینہ آرہا ہے، اس مہینے میں قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو صاحب استطاعت لوگوں پر واجب ہے، جانور کی قربانی کے نتیجے میں حق کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، شریعت میں مقاصد کے حصول کے لیے جو طریقہ عبادت کا بتلایا گیا ہے، وہ بھی مطلوب ہے، اس لیے بعض دانشوروں کی طرف سے گاہے گاہے جو یہ تجویز آتی رہتی ہے کہ جانور کی قربانی کے بدلے اتنی رقم غرباء میں خرچ کردی جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا، نا قابل عمل اور اسلام کے فلسفۂ قربانی سے ناواقفیت کی دلیل ہے، ہماری نمازیں، ہماری قربانیاں ہماری زندگی اور موت سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہے ،اور اسے اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہی خرچ کرنا ہے، ہر دوا اور ہر عمل کی ایک تاثیر اور ایک اس کا نتیجہ ہوتا ہے، قربانی کی تاثیر تو یہ ہے کہ اس سے انسان میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے اور نتیجہ میں قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اگر جذبہ نہ ہو تو یہ بہ شاق اور گراں گذرتا ہے، اس لیے جن پر قربانی واجب ہے، ان کو اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

قربانی کن جانوروں کی کرنی چاہیے، وہ مدارس کے اشتہارات اور کلنڈر میں تفصیل سے درج ہوتے ہیں، البتہ اتنا خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ کسی بھی درجہ میں قانون کی خلاف ورزی نہ ہو اور مشکل حالات میں بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا جائے، جو ملکی حالات ہیں ان کو سامنے رکھا جائے اور آپ کے اطراف کے احوال جس طرح کے ہوں، ان کا لحاظ رکھ کر کے جانوروں کا انتخاب کیا جائے، یہی حکمت کا تقاضا ہے اور یہی مصلحت کے مطابق بھی۔

سرفہرست رہنے کے لئے

ہر آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی کے تمام مراحل میں دوسروں سے نمایاں، بلند اور اونچا دکھائی دے، اس کے لیے وہ سب سے اوپر کی منزل کو پسند کرتا ہے، دوسرے نمبر پر جانا اسے پسند نہیں ہوتا اور وہ چاہتا ہے کہ ایک نمبر کی پوزیشن میں ہمارا کوئی شریک وسہیم نہ رہے اور یہ مقام بلا شرکت غیر میرے نام محفوظ ہو جائے۔

چوں کہ لوگوں کی بھیڑ میں ہر ایک اس کا خواہشمند ہوتا ہے، اس لیے ایک نمبر کو پانے اور اس پر بنے رہنے کے لیے مزاحمت ہوتی ہے، یہاں کوئی کسی کو راستہ دینے کو تیار نہیں ہوتا، اس کا حل بعض لوگ یہ نکالتے ہیں کہ اپنے سے آگے والے کو گرا کر، روند کر، اس کی حیثیت عرفی کو کم کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں، ظاہر ہے یہ صورت حال بعض اعتبار سے مہلک ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس میں بعضوں کی حق تلفی ہوتی ہے، بعضوں کے جان کے لالے پڑتے ہیں اور بعض مرتبہ اس دھکا مکی میں آدمی مات کھا کر خود ہی گر پڑتا ہے اور دوسرے اسے روند کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔

اس فطری خواہش کی تکمیل کا ایک طریقہ انتہائی محفوظ ہے اور وہ یہ ہے کہ پیغام بھیجتے رہیے، درود واذکار بھیجتے رہیے، خدا سے فریاد کرتے رہیے آپ ایک نمبر پر ہوں گے، اس حقیقت کو سمجھنا بہت زیادہ مشکل نہیں ہے، آج سوشل میڈیا کا دور ہے، ہر کوئی پیغام رسانی اور پوسٹ کرنے میں مشغول نظر آتا ہے، جو پوسٹ بھیجتا رہتا ہے وہ اوپر چلتا رہتا ہے، جس نے پوسٹ بھیجنا بند کیا وہ باقی تو رہتا ہے؛ لیکن دھیرے دھیرے نیچے چلا جاتا ہے، فیس بک وغیرہ پر تو اتنا نیچے چلا جاتا ہے کہ اس کی تلاش بھی دشوار ہو جاتی ہے اور خواہش کے باوجود اس پوسٹ تک پہونچنا ممکن نہیں ہوتا۔

یہی حال انسانی زندگی کا ہے، جو انسان اللہ کے پاس عبادت وریاضت، اذکار واوراد درود شریف وغیرہ بھیجتا رہتا ہے وہ اللہ کے یہاں اوپر رہتا ہے، وہ اللہ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے، تو اللہ اسے تنہائی میں یاد کرتا ہے اور اگر بندہ مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ دنیاوی مجلس سے زیادہ اچھی مجلس میں اسے یاد کرتا ہے، بندہ کا خدا کو یاد کرتے رہنا اوپر بنے رہنے کا دائمی ذریعہ ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اوپر بنے رہنے کے خواہش مند تو ہوتے ہیں، لیکن اللہ کے یہاں کوئی پوسٹ نہیں بھیجتے، نہ عبادات کا، نہ اوراد ووظائف کا، نہ اعمال صالحہ اور طاعت کا، بعض بدنصیب تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی گذر جاتی ہے اور ان کی جانب سے بھلائی کا کوئی پوسٹ اللہ کے پاس نہیں ہوتا، داہنے کاندھے والے فرشتے بیٹھے رہتے ہیں اور بائیں کاندھے والوں کا رجسٹر بھر جاتا ہے اور اس فرشتے کو فرصت نہیں ملتی، کیوں کہ نامۂ اعمال میں سارے برے اعمال ہوتے ہیں، نیک عمل کا گذر ہی نہیں ہوتا، ایسے میں ہمارا مقام ومنصب سب سے نیچے چلا جاتا ہے، یہی کیا کم ہے کہ اللہ اپنی فہرست سے خارج نہیں کرتا، رائی کے دانے کے برابر دل میں چھپا ایمان کا حصہ اس فہرست میں ہمیں باقی رکھتا ہے، جس کے اثرات قیامت میں بھی سامنے آئیں گے، لیکن ٹاپ والی پوزیشن اسے نہیں مل سکتی، کیوں کہ وہ پوری زندگی خدا کو بھولا ہی رہا ہے اور بھولنے والے کا مقام ملأ اعلیٰ نہیں تحت الثریٰ میں ہوتا ہے۔ اللہ کا قانون عمل اور رد عمل کا ہے، جیسا کریں گے اس کا رد عمل ویسا ہی ہوگا، اس قانون کے باوجود اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی قہاری وجباری سے ڈر کر اور مواخذہ آخرت کے خوف سے اپنی بد اعمالیوں سے توبہ واستغفار کر لیا اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں معاف کر دے گا، اس زمانے میں جو مختلف قسم کی بیماریاں اور پریشانیاں عام ہو رہی ہیں یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہیں اور ہمارے گناہوں کی صورت مثالی ہے، اس لئے اپنی کوتاہیوں پر ندامت کے آنسو بہائیے اور اللہ سے عافیت کی دعاء کرتے رہئے۔ اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق دے۔

رشوت خوری

سرکاری ''نیم سرکاری'' بلکہ بعض پرائیوٹ کمپنیوں میں بھی مواقع کا فائدہ اٹھانے اور مفاد کے حصول کے لیے رشوت دینا ہوتا ہے، سرکار جتنے اعلانات بدعنوانی کو ختم کرنے کے لیے کرتی، رشوت کا بازار اسی قدر گرم ہوتا ہے، سرکار کا اعلان رشوت اور بدعنوانی کے معاملہ میں عدم برداشت کا ہے، لیکن اس اعلان کے باوجود سرکاری ملازم رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے جارہے ہیں، یہ ہندوستانی سماج کا المیہ ہے کہ جن کے اوپر قانون کی حفاظت کی ذمہ داری ہے، وہی قانون کی گرفت میں آرہے ہیں۔

بہت دن پہلے کی بات ہے ایک سرکاری دفتر میں ایک کام سے جانا ہوا، اتفاق سے وہاں ایک افسر میرے جان کار بھی تھے، میں نے ان سے اپنی پریشانی بتائی، انہوں نے ازراہ ہمدردی متعلقہ کلرک کو بلا کر کام کر دینے کو کہہ دیا، میں بہت خوش ہوا کہ اب کام ہو جائے گا، کل ہو کر پھر دفتر پہونچا تو فائل وہیں کی وہیں تھی میں نے اپنے متعارف افسر کے پاس جا کر یہ صورت حال بتائی، کہنے لگے، شیئر نہیں ملا ہوگا، میں نے کہا: آپ کی سفارش کے بعد بھی اس کی ضرورت ہے، کہنے لگے، ہاں! میری سفارش کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ کا کام یقینی ہوگا، کوئی دھوکہ نہیں دے گا، رہ گئی ''دستوری'' تو وہ تو دینا ہی ہوگا، چنانچہ میں ناکام ونامراد وہاں سے واپس آگیا۔ یہ معاملہ کسی ایک دفتر کا نہیں، یہاں تو ہر نگر ہر ڈگر ایک سا حال ہے۔

بہت لوگوں کی رائے ہے کہ یہ پکڑ دھکڑ اور رنگے ہاتھوں بدعنوان افسروں کی گرفتاری عوام کے بیدار ہونے کا نتیجہ ہے، مجھے یہ صحیح نہیں لگتا، عوام جب کسی دفتر میں کام کرانے جاتی ہے اور اسے کل آنے کو کہا جاتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ دوبارہ آنے جانے ،رہنے، کھانے پینے میں اس سے زیادہ خرچ آجائے گا، چلو کچھ ''دستوری'' دے کر آج کے آج کام کرالوں، چنانچہ لینے والا تو انتظار ہی میں رہتا ہے، دینے والے لوگوں کی بھی لائن کمزور نہیں ہوتی، یعنی دینے والا اور لینے والا دونوں بدعنوانی کے شریک ہوتے ہیں، گو ہندوستانی قوانین میں دینے والوں کو مجبور محض سمجھ کر سزا کے دائرہ میں کم ہی لایا جاتا ہے، لینے والا پکڑا گیا تو اس کی زندگی بھی تباہ نہیں ہوتی اور رشوت یہاں بھی کام کرتی ہے، اور مجرم آسانی سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ رشوت دینے اور لینے والا دونوں گنہگار ہے، اگر دینے والا اپنی حرکت سے باز آئے اور ایسا ماحول بنائے کہ رشوت خور بچ نہ پائے تو رشوت کی گرم بازاری پر قابو پایا جاسکتا ہے؛ اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے دونوں کو جہنم کی ''خوش خبری'' سنائی ہے، الراشي والمرتشي كلاهما في النار بدقسمتی کی بات ہے کہ لوگوں کے دلوں میں رشوت کی بُرائی کا احساس باقی نہیں ہے، اب تو اسے دفاتر میں ''سُوِیدھا شلک'' یعنی آسانی بہم پہونچانے کی فیس سے تعبیر کیا جاتا ہے، رشوت ایک سماجی لعنت ہے، نام چاہے اسے جو دے لیں، عام لوگوں کا کام اس کی وجہ سے دشوار تر ہو جاتا ہے، دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سرکاری افسران جن لوگوں سے خار کھائے بیٹھے رہتے ہیں، اگر رشوت نہ ملے تو جائز کام بھی نہیں کر کے دیتے ہیں۔

یقیناً ایمان دار اور اچھے لوگوں سے دنیا ابھی خالی نہیں ہوئی ہے، لیکن یہ ایمان دار افسر اور کلرک کام کرنے کے سلسلے میں بڑے سست واقع ہوتے ہیں، بدعنوان افسروں کے ٹیبل پر رشوت فائلوں کو دوڑا دیتی ہے، لیکن ایمان دار افسر کے ٹیبل پر فائل کو رینگنے میں کبھی کبھی مہینوں لگ جاتے ہیں، رشوت نہ لینا ایک اچھی عادت ہے، لیکن کام میں تاخیر کرنا بُری عادت ہے، اس سے بھی بچنے کی ضرورت ہے۔

نئے دور میں انسان کی تجارت

اللہ رب العزت نے انسان وجنات کو اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا اور واضح طور پر قرآن کریم میں تخلیق انسانی کے اس مقصد کو بیان بھی کر دیا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے، اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو، مطلب یہ ہے کہ تم اپنی بندگی، حسن کارکردگی سے اپنی آخرت بنا سکو، اور دنیا جسے آخرت کی کھیتی سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کھیتی میں اعمال حسنہ کی ایسی فصل اُگاؤ کہ جنت کے حسین مکانوں کے مکین بننے کی اہلیت وصلاحیت تم میں پیدا ہو جائے۔

کچھ دنوں تک یہ دنیا اسی رخ پر چلتی رہی، پھر ہمارے ذہن ودماغ اعمال وکردار پر مادیت کا غلبہ ہو گیا، نفع نقصان کا معیار اخلاق وکردار کے بجائے جائز وناجائز طور پر مال ودولت کا حصول بن گیا، چنانچہ بیشتر لوگوں کے نزدیک یہ دنیا آخرت کی کھیتی کے بجائے ایک بازار بن گیا، ایسا بازار جس میں سب کچھ بکتا ہے، یہاں احساسات وخیالات مشاہدات وتجربات، جذبات وکمالات سب بک رہے ہیں، حقوق بک جاتے ہیں، پڑوس بک جاتا ہے، پوزیشن بک جاتی ہے، ماں کا رحم اور انسان کا جسم بک جاتا ہے، تلک جہیز کی رسم، کرائے کی کوکھ، طوائفوں کے کوٹھے اور چکلے یہ سب منڈیاں ہی تو ہیں، اور اب دنیا اس قدر گر چکی ہے کہ اسے انسانوں کی خرید وفروخت میں بھی کوئی عار اور شرم نہیں ہے۔

آسٹریا کے دار الحکومت ویانا میں اقوام متحدہ کا ایک ذیلی دفتر ہے، جس کا کام منشیات اور جرائم کی روک تھام کے لیے کوشش کرنا ہے، اس کا مختصر نام UNODC ہے، اس نے انسانی تجارت کے کئی سالوں کے اعداد وشمار جاری کیے ہیں، اس کے مطابق ۲۰۱۶ء میں ۲۵؍ہزار افراد انسانوں کی تجارت کرنے والے گروہ کے ہتھے چڑھ گیے اور ان کی خرید وفروخت مکمل ہو گئی، دنیا کے ایسے پینتالیس ممالک جو اس قسم کے اعداد وشمار جاری کرتے ہیں، ان کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی تجارت کے اس کام میں ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۶ء تک ۳۹ فی صد کا اضافہ ہوا، جرمنی میں جرائم کی تحقیقات کرنے والے ادارہ بی کے اے (BKA) کے سروے کے مطابق صرف جرمنی میں ۲۰۱۷ء میں ۶۷۱؍افراد کی انسانی تجارت کی گئی جو ۲۰۱۵ء کے مقابلے ۲۵؍فی صد زیادہ تھی۔ انسانوں کی اس تجارت میں مال ومتاع کے طور پر فروخت کی جانے والی ۶۰؍فی صد خواتین یا بچیاں ہوتی ہیں، جن کا اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق جنسی استحصال کیا جاتا ہے، ان سے جسم فروشی کرائی جاتی ہے، بقیہ چالیس فیصد نابالغ لڑکے، مہاجرین اور تارکین وطن یا غربت وافلاس کے مارے لوگ ہوتے ہیں، جن کو مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ چھوٹے بچے کو جنسی تلذذ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، بڑے لوگوں کے اعضاء فروخت کر دیے جاتے ہیں، ان سے غلاموں کے انداز میں کام لیا جاتا ہے، جبری مشقت پر مجبور کیا جاتا ہے اور ایک بڑی تعداد کو ہاتھ پاؤں سے مفلوج بنا کر گداگری کے پیشے سے لگا دیا جاتا ہے، اور بکنے والے انسان کی پوری زندگی عذاب بن جاتی ہے اب وہ چاہ کر بھی راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا۔

اسلام کے نزدیک اس قسم کی تجارت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے؛ کیوں کہ اسلام کی نظر میں انسان معظم ومکرم ہے، اللہ رب العزت نے اسے دوسرے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے، وہ خلقی اعتبار سے بھی حسین صورت، معتدل جسم ومزاج اور متوازن قد وقامت کی وجہ سے دوسری تمام مخلوقات پر فضیلت رکھتا ہے، عقل وشعور، نطق وگویائی اس پر مستزاد ہے، اس کی غذا بھی دوسروں سے الگ مرکبات سے تیار ہوتی ہے، جب کہ دوسری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت نہیں دی ہے، وہ بے زبان ہے، اور اپنی غذا خود تیار کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، شہوات وخواہشات تمام حیوانات میں ہیں، لیکن عقل وشعور کے ذریعہ اسے قابو میں رکھنا صرف انسان ہی کے بس کا ہے، اس لیے وہ سامان تجارت نہیں بن سکتا؛ بلکہ اس کے کسی جز، خون، چمڑا، بال، ہڈی، گوشت کی تجارت نہیں کی جاسکتی، چہ جائے کہ پورے انسان کی تجارت کی جائے، یہ حکم زندہ، مردہ سب کے لیے ہے، وہ جس طرح زندگی میں قابل اکرام واحترام ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی محترم ہے، اسی لیے اس کے ساتھ کوئی ایسا کام نہیں کیا جاسکتا جو زندوں کے ساتھ ہم نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ اس تجارت کو روکنا بہت ضروری ہے ،تاکہ انسانی اکرام واحترام کو باقی رکھا جاسکے۔

Scanned with CamScanner

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نو منتخب سکریٹری

✍ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی حفظہ للہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نومنتخب سکریٹری، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے آٹھویں امیر شریعت، خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں، جامعہ رحمانی، رحمانی تھرٹی، رحمانی فاؤنڈیشن اور درجنوں مدارس اسلامیہ کے سر پرست، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے آنکھوں کا تارہ، امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کے خلف اکبر، وفاق المدارس الاسلامیہ کے صدر، خانقاہ، جامعہ، امارت شرعیہ کے ہزاروں معتقدین، متوسلین اور محبین کے مرجع اور مربی، مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی ولادت 12 /مئی 1975ء کو خانقاہ رحمانی مونگیر میں ہوئی، خانقاہ اور جامعہ رحمانی کے روحانی اور علمی ماحول میں پلے، بڑھے، کچھ بڑے ہوئے تو جامعہ رحمانی کے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور ان کے فیوض وبرکات کو اپنے ذہن ودماغ میں سمیٹا، اجازت حدیث سند عالی کے ساتھ حضرت مولانا محمد یحییٰ ندوی (م 2023) سے پائی، عربی زبان وادب میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے لئے جامعہ ازہر مصر کے بڑے اساتذہ کے زیر درس رہے، اور عربی بولنے لکھنے پر قدرت حاصل کی، عصری علوم کے لیے امریکہ کا سفر کیا اور وہاں سے انجینئرنگ کی اعلی تعلیم پائی، انہیں اردو کے علاوہ عربی اور انگریزی زبان میں مہارت حاصل ہے، ان زبانوں میں جب حضرت بولنے لگتے ہیں تو ان کی مادری زبان کی طرح معلوم ہوتی ہے، علوم وفنون سے فراغت کے بعد آپ نے اپنی خدمات امریکہ کی مختلف کمپنیوں کو دیں، 2001ء سے خدمات کا سلسلہ شروع ہوا، بہت ساری کمپنیوں میں مختلف مناصب اور عہدے پر آپ نے کام کیا، امریکہ کی مشہور یونیورسٹی کیلی فورنیا نے بھی آپ کی خدمات حاصل کیں اور آپ کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا، اکتوبر 2015ء میں حضرت امیر شریعت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ کی مجلس کے موقع سے اگلے سجادہ نشیں کے لیے ان کے نام کا اعلان کیا، حضرت کے وصال کے بعد 9/ اپریل 2021 کو حضرت کے خلفاء کی موجودگی میں آپ کے سر پر دستار باندھی گئی اور روایتی خرقہ زیب تن کرایا گیا، 9 /اکتوبر 2021ء کو ارباب حل وعقد امارت شرعیہ نے کثرت آراء سے آپ کو امیر شریعت منتخب کیا اور 3/ جون 2023 کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے 28ویں اجلاس اندور مدھیہ پردیش میں آپ سکریٹری منتخب ہوئے، اس طرح آپ کے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھتا چلا گیا، ہم سب کو دعا کرنی چاہیے کی صحت وعافیت کے ساتھ اللہ تعالی آپ کو درازی، عمر عطا فرمائے تا کہ آپ ملت کی بیش بہا خدمات انجام دے سکیں،

حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کا اپنا ایک نظریہ اور کام کے تئیں ان کا ایک وژن ہے، انہوں نے امارت شرعیہ کے تمام شعبوں کو فعال، متحرک اور مزید باثر بنانے کے لیے کئی اقدام کئے، کئی شعبوں کا اضافہ کیا، دارالقضاء اور شعبہ تعلیم پر خصوصی توجہ مرکوز کی اور نئے نصاب تعلیم کی ترتیب کے لئے کمیٹی بنائی، اسی طرح دارالقضاء کی تعداد آپ کے وقت میں کافی بڑھی، خود کفیل مکاتب کا منصوبہ 1965 میں ترتیب پایا تھا، اشتہارات اور کیلنڈر کے ذریعہ اسکی تشہیر بھی کی گئی تھی؛ لیکن زمین پر کام حضرت کے وقت میں ہی اتارا جاسکا، امارت شرعیہ کی غیر منقولہ جائیداد کے تحفظ کے لئے اصلاحات اراضی اور اوقاف کی جائیداد کی صورت حال سے واقفیت کے لئے بھی حضرت نے شعبے قائم کئے۔

حضرت اپنے والد محترم کی طرح ہی تھکنا نہیں جانتے مسلسل دورے اور کاموں میں انہماک آپ کی خصوصیت ہے، آپ کی سادگی تواضع، انکساری، کسی بھی بھول چوک پر معذرت پیش کرنا، اپنا سامان خود اٹھانا اور مشکل حالات میں بھی انفعالی کیفیت سے دوچار نہ ہونا، آپ کی زندگی کا لازمہ ہے، بات غور سے سنتے ہیں اور اپنی بات دوٹوک رکھنے کے عادی ہیں، حق واضح ہونے کے بعد لیت ولعل کا مزاج نہیں ہے، سیدھے سیدھے قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، جہانگیر نے مظلوموں تک پہنچنے کے لئے ایک رسی باندھ رکھی تھی جس کو کھینچنے سے جہانگیر تک گھنٹی کی آواز پہنچ جاتی تھی اور مظلوم انصاف پالیتا تھا، اسی طرح حضرت نے ایک لیٹر بکس اپنی آفس کے سامنے لگا رکھا ہے، چابی حضرت کے پاس ہی رہتی ہے آپ اگر اپنی بات نہیں کہہ پارہے ہیں یا ملاقات نہیں ہو پارہی ہے تو اپنی عرضی لیٹر بکس میں ڈال دیجئے نام چھپانا چاہتے ہیں تو نام مت لکھئے، حروف سے پہچان لیے جانے کا خدشہ ہو تو کمپوز کر کے ڈال دیجئے، حضرت تک آپ کی معروضات پہنچ جائے گی، یہ امارت کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے، اس قسم کا سسٹم یہاں پہلے کبھی نہیں رہا۔ اس لیے اسے حضرت امیر شریعت کے اولیات میں شمار کرنا چاہئے، حضرت کا ہٹو بچو کا بھی مزاج نہیں ہے، اور نہ ہی استقبال کے لئے کارندوں اور کارکنوں کی صف بندی کو پسند کرتے ہیں، کبھی کبھی تو ان کے آنے کے بہت بعد ہم لوگوں کو پتہ چلتا ہے کہ حضرت تشریف لائے ہیں، ضرورت محسوس کیا تو کبھی یاد بھی کر لیتے ہیں، ضروری بات مکمل ہوگئی تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ کارکنان زیادہ دیر ان کے پاس نہ بیٹھیں، تا کہ دفتر کے کاموں کا حرج نہ ہو، حضرت کو کسی کی بیماری کی خبر مل جائے تو بے چین ہو جاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس کی تیمارداری کریں، نہیں ممکن ہو تو فون پر ہی مزاج پرسی کر لیتے ہیں، ابھی اسی اندور کے سفر میں جس میں حضرت سکریٹری منتخب ہوئے، میری طبیعت بگڑ گئی، میں مفتی ذکاء اللہ شبلی صاحب کے یہاں چلا آیا، حضرت کو بھی وہاں آنا تھا، تشریف لائے، میری خرابی صحت کا علم ہوا تو دیر تک میرے پاس رہے، اپنے ہاتھ سے دوا لکھا اور اس وقت تک انتظار کرتے رہے جب تک دوا آنہیں گئی اور اپنے سامنے مجھے کھلا نہیں دیا، جانے کے بعد فون سے کئی بار خیریت دریافت کیا صبح کو جب میں نے اپنی طبیعت ٹھیک ہونے کی اطلاع دی تو ان کو اطمینان ہوا، حضرت کی قوت تمیزی اور قوت فیصلہ اس قدر مضبوط ہے کہ وہ رطب و یابس، معاصرانہ اور حاسدانہ چشمک کو بھی خوب سمجھتے ہیں ایسے موقع سے ان کے ہونٹوں پر تبسم کی لکیریں مزید گہری ہو جاتی ہیں، ان کے پیش نظر ہمیشہ یہ بات رہتی ہے کہ کوئی خبر آئے تو اس کی تحقیق کر لی جائے، کم وبیش دو سالوں میں حضرت نے اپنی صلاحیتوں سے اداروں کے کاموں کو آگے بڑھایا ہے، امید کرنی چاہیے کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کا کام بھی حضرت کے سکریٹری شپ میں آگے بڑھے گا اور ملت اسلامیہ ہندوستان میں اپنا وقار بلند کرنے میں کامیاب ہوگی۔

کتابوں کی دنیا

✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

عبدالباری غافل درام پور بیلا گنج ضلع گیا، (ولادت 28 فروری 1950ء) بن عبدالباقی مرحوم سابق سکریٹری بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، اے ڈی ایم کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے ہیں، یہ عہدہ انسان کے اندر سے فنون لطیفہ کی جس کو مار کر رکھ دیتا ہے، ضلع کے انتظام وانصرام اور اس کے لوازمات عموماً ایسے مواقع نہیں فراہم کرتے کہ دل کی زمین پر عشق ومحبت اور شعر وشاعری کے کنول کھل سکیں، یہ سعادت کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے کہ وہ خشک اور کھردے انتظام کے ساتھ مشق سخن جاری رکھ سکیں، یہ تو حسرت کا دل گردہ تھا کہ وہ چکی کی مشقت کے ساتھ مشق سخن بھی جاری رکھتے تھے، اے ڈی ایم کا عہدہ چکی کی مشقت تک نہیں پہونچاتا؛ لیکن ہر دم ذہن ودماغ قانون کی بالادستی قائم کرنے میں الجھا رہتا ہے، ایسے میں لطیف جذبات کی رسائی دل کے نہاں خانے تک نہیں ہو پاتی ہے اور چاہ کر بھی وہاں بڑی شاعری کے مواقع کم رہتے ہیں؛ لیکن عبدالباری غافل کا معاملہ دوسرا ہے، انہوں نے غافل تخلص کس پس منظر میں رکھا، اس کا سراغ تو ان کی کتاب سے نہیں ملتا، میرا احساس ہے کہ وہ غافل نہیں بہت ہوشیار ہیں، غفلت کے ساتھ اتنے اچھے اشعار کی تخلیق نہیں کی جاسکتی، انہوں نے خود کو غافل کہہ کر شعور وآگہی کے جو گل بوٹے ادب میں سجائے ہیں وہ ان کے ہوشیار ہونے کے لیے کافی ہیں؛ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے ''برعکس نام نہند زنگی کافور'' پر عمل کیا ہے؛ بلکہ غفلت کے اتمام کے بعد جو ہوشیاری کی سرحد شروع ہوتی ہے اس کا ادراک کر کے انہوں نے اپنا تخلص غافل رکھا ہے، ایک عربی شاعر کے شعر کا خلاصہ ہے کہ ''میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تا کہ خشک ہو جائیں'' جس طرح آنکھوں کا آنسو بہانا اس کے خشک ہونے کا پیش خیمہ ہے، اسی طرح غافل کی غفلت کی انتہا سے عقل وخرد اور ہوشیاری کی سرحدیں شروع ہوتی ہیں، میری اس توجیہہ کی تائید میں ان کا یہ شعر پیش کیا جاسکتا ہے

تیری غفلت کی عجب شان ہے یہ بھی غافل

اجالوں کا سراب

نرغ سے تجھ کو وہ آگاہ بنا دیتی ہے

''اجالوں کا سراب'' انہیں عبدالباری غافل کا مجموعہ کلام ہے، صفحات 48 ہیں اور قیمت دوسو (200) روپے درج ہے، میرے نزدیک اردو قاری کے لیے یہ کچھ زائد ہے، فی صفحہ ایک روپے قیمت رکھنے پر بھی قاری کو جیب پر بوجھ پڑنے کا شکوہ ہوتا ہے، مطبع، ناشر سب ارم پبلشنگ ہاؤس ہے، کمپوزنگ نٹ کھٹ کی ہے، کمپوزر نٹ کھٹ ہو تو پروف کی غلطیوں کے رہ جانے کو امر مستبعد نہیں سمجھنا چاہئے، صفحہ دو پر جو تفصیلات درج کی گئی ہیں وہاں عبدالباری کا ''الف'' غائب ہوگیا ہے، رشید حسن خان کی تصریحات کے مطابق اگر صرف صوت پر املاء کا مدار رکھیں تو یہ درست ہوگا؛ لیکن دوسری جگہوں پر الف کے ساتھ لکھا ہے تو ماننا پڑے گا کہ پروف کی غلطی ہے، کتاب کا انتساب جد وجہد اور محبت کے نام ہے، یقیناً یہ دونوں آفاقی جذبے ہیں اور شاعر نے کتاب کا انتساب ان کے نام کر کے اپنی بالغ نظری اور شعور وآگہی کا ثبوت پیش کیا ہے، ،غافل صاحب کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ یہ دونوں آفاقی جذبے قوموں کی تاریخ کو تابناکی بخشتے ہیں، کتاب کی تقریظ جناب محمد بدیع الزماں نے لکھی ہے جو 2000ء میں ہی انہوں نے لکھی تھی، اس کے بعد وہ دنیا سے چل بسے، دو بات نادم بلخی کی بھی اسی سال کی ہے، عبدالباری غافل صاحب نے پیش لفظ پر تاریخ نہیں ڈالی ہے اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ انہوں نے یہ روداد کب لکھی ہے، آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ اے ڈی ایم صاحب کو کتاب چھپوانے میں اتنا وقت لگ گیا اور بہار اردو اکیڈمی کے تعاون کے بغیر پھر بھی ممکن نہیں ہو سکا تو ہم جیسے قلم کے مزدوروں کو جو خود کوزہ، کوزہ گر، اور خود، گل کوزہ کے مرحلے سے گزرتے ہیں، ان کو کتاب کی طباعت کے لیے کتنا پاپڑ بیلنے پڑتے ہوں گے۔

''اجالوں کا سراب'' کی شاعری ''سراب'' نہیں حقیقت کے گرد گھومتی ہے، اس میں ایک حمد، پانچ نعتیں، ایک دعائیہ نظم، دو دعائیہ قطعات، دو منقبت کے قطعات اور ایک نثری منقبت ہے، مجموعہ میں سینتالیس (47) غزلیں، پندرہ نظمیں، قطعات، نثری قطعات اور متفرق اشعار ہیں، احقر اس معاملے میں بڑا بد ذوق واقع ہوا ہے کہ اسے شاعری میں نثری جیسی چیزیں قطعاً پسند نہیں ہیں، رنگ وآہنگ، لب ولہجہ کو غنائیت سے ہم آہنگ کرنے کی جس قدر کوشش کر لیجئے یہ پابند شاعری کے مقابلہ ایسا ہی لگتا ہے جیسے ''مخمل میں ٹاٹ کا پیوند'' اس لئے اس کی مدح میں کچھ لکھنے سے مجھے معذور سمجھا جائے۔

غافل کی پابند شاعری خاصے کی چیز ہے، اس میں انہوں نے آپ بیتی کو جگ بیتی کا لہجہ عطا کر دیا ہے، ان کی شاعری میں پاکیزگی اور مذہبی وابستگی کی زیریں لہریں چلتی ہیں، جس سے ان کی شاعری میں ایک خاص کیف پیدا ہو جاتا ہے، ہے، فنی اعتبار سے دیکھیں تو بہت سارے اشعار سہل ممتنع کا بہترین نمونہ ہیں، ان کے یہاں نہ تو خیالات گنجلک ہیں اور نہ ان کو شعر میں پرونے کا طریقہ تعقید کے زیر اثر آپایا ہے، یہ ایک اچھی بات ہے۔

غافل کی شاعری کا لب ولہجہ بدلتا رہتا ہے، کبھی وہ اقبال کے آہنگ کو اپنا لیتے ہیں اور کبھی بہادر شاہ ظفر کی زمین اختیار کر لیتے ہیں تو کبھی مولانا محمد علی جوہر کا رنگ انہیں بھانے لگتا ہے، کبھی میر کا لب لہجہ در آتا ہے؛ چونکہ ان کے استاد بھی الگ الگ اسلوب کے رہے ہیں، سید محمد زبیر چشتی مضطر، صہبا نظامی، کرشن بہاری نور، اور ظہیر غازی پوری کا اپنا لب ولہجہ ہے، ان شعراء کی شاگردی نے غافل کا اپنا لب ولہجہ نہیں بننے دیا، لہجہ اپنا ہو تو انفرادیت قائم ہوتی ہے، نمونہ کلام کے طور پر ایک شعر

پھونکنے آئے ہو گھر میرا اگر سوچ تو لو
آگ تہذیب وتمدن کو جلا دیتی ہے

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

دولت عشق ومحبت سے بچے بھی مالامال

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبولیت جس طرح مردوں اورعورتوں میں یکساں تھی، اسی طرح بچوں میں بھی بے پناہ تھی۔ چھوٹے بچے بھی شمع رسالت کے پروانے تھے۔ اورقربانی دینے میں بڑوں سے پیچھے نہ رہے۔ چندواقعات درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بدر کے میدان میں کھڑے تھے ان کے دائیں اور بائیں طرف انصار کے دو بچے تھے۔ انہیں خیال ہوا اگر میں قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو ضرورت کے وقت ہم ایک دوسرے کی مدد کرسکتے۔ اتنے میں ایک بچہ ان کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا، چچا جان آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں، انہوں نے کہا ہاں، مگر تمہارا کیا مقصد ہے؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گالیاں بکتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسے دیکھ لوں تو اس وقت تک میں جدا نہ ہوں یہاں تک کہ وہ مرجائے یا میں مرجاؤں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بڑے حیران ہوئے، اتنے میں دوسرے بچے نے بھی آکر یہی سوال وجواب دہرائے۔ اتنے میں ابوجہل انہیں نظر آیا، تو انہوں نے بچوں کو نشاندہی کی کہ تمہارا مطلوب وہ سامنے ہے۔ دونوں بچے دوڑتے ہوئے گئے ایک نے گھوڑے کی ٹانگ پر وار کیا جس سے گھوڑا گر گیا اور ابوجہل بھی گر پڑا۔ دوسرے نے ابوجہل پر کاری ضرب لگائی۔ بچے اتنے چھوٹے تھے کہ تلوار بڑی تھی اور ان کا قد چھوٹا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی نے آگے بڑھ کر ابوجہل کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس واقعہ سے بچوں کی ایمانی جرأت اور عشق نبوی کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ (بخاری)

(۲) حضرت زید بن حارثہؓ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جارہے تھے، بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں حضرت زیدؓ بھی تھے اور ان کو مکہ میں لاکر بیچ دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے لیے خرید لیا۔ جب سیدہ خدیجہؓ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو انہوں نے زید کو نبی کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زیدؓ کے والد کو ان کی جدائی کا بڑا صدمہ تھا۔ اولاد کی محبت فطری چیز ہوتی ہے، چنانچہ وہ زید کے فراق میں روتے اوراشعار پڑھتے پھرا کرتے۔

چنداشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱) میں زید کی یاد میں رورہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے جو اس کی امید رکھوں یا مردہ ہے کہ اس سے مایوس ہوجاؤں۔ اے زید! اللہ کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تمہیں نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔

(۲) کاش مجھے یہ معلوم ہوجاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئیگا یا نہیں ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔

(۳) جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زیدؓ ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اس کی یاد ستاتی ہے۔

(۴) اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو بھی اس کی یاد کو بڑھاتی ہیں، ہائے! میرا غم اور میری فکر کتنی طویل ہوگئی۔

(۵) میں اس کی تلاش میں تیز رفتار اونٹ کو کام میں لاؤں گا اور ساری دنیا کا چکر لگانے سے باز نہیں آؤں گا۔

(۶) چلنے والے اکتاتے ہیں، تو اکتائیں، مگر میں نہیں اکتاؤں گا۔ ساری زندگی اس طرح گزاروں گا۔

(۷) ہاں میری موت آگئی تو وہ اور بات ہے کہ وہ ہر چیز کو فنا کرنے والی ہے خواہ ان کی کتنی امیدیں لگائے۔

(۸) میں اپنے رشتے داروں کو وصیت کرجاؤنگا کہ وہ بھی زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض یہ اشعار پڑھ کر روتے رہے، اتفاق سے ان کی قوم کے چندلوگوں کا حج پر جانا ہوا تو انہوں نے زیدؓ کو پہچانا، باپ کی داستان سنائی اور شعر سنائے، حضرت زید نے اس کے جواب میں تین شعر لکھ بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جاکر زیدؓ کی باتیں ان کے والد کو سنائیں اور اشعار بھی سنائے، پتہ بھی بتایا، ان کے والد اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ پہنچے۔ نبی کی خدمت میں عرض کیا ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار آپ لوگ مسجد حرام کے رہنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے پڑوسی ہیں۔ آپ قیدیوں کو رہا کراتے ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپؐ فدیہ لے کر اس کو رہا کریں، آپ کا ہم پر احسان ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اتنی سی بات ہے؟ کہنے لگے جی بس یہی عرض ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلالو اور پوچھ لو اور اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ کے تمہاری نذر ہے اور اگر وہ نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرنا چاہتا جو خود نہ جانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے استحقاق سے زیادہ ہم پر کرم کیا۔ یہ بات بخوشی منظور ہے۔ حضرت زیدؓ بلائے گئے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم ان کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے، اب تم کو اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو رہو اور ان کے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے مقابلے بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں۔ آپ میرے لیے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔

ان دونوں باپ چچا نے سمجھایا کہ زیدؓ آزادی پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو، باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلے میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ ہاں! میں نے آپؐ میں ایسی بات دیکھی ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی چیز پسند نہیں کرسکتا، نبی علیہ السلام نے جب یہ جواب سنا تو ان کو اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ زیدؓ کے باپ اور چچا یہ منظر دیکھ کر خوش ہوئے اور واپس چلے گئے (تاریخ خمیس)۔

(۳) حضرت سائب بن یزیدؓ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے لڑکپن میں بیمار پڑا، میری خالہ مجھے آپؐ کی خدمت میں لے گئی، آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ اس کے بعد آپؐ نے وضو کیا، میں نے جب کچھ پانی بچا ہوا دیکھا تو اسے پی لیا، عجیب بات ہے کہ بچوں میں بھی حصول برکت کا اتنا شوق تھا۔

(۴) ایک مرتبہ نبی علیہ السلام تشریف لے جارہے تھے کہ آپ نے کچھ بچوں کو ایک جگہ جمع دیکھا، ایک لڑکا ان کے درمیان میں اذان دیتے ہوئے حضرت بلال کی نقل اتار رہا تھا اور دوسرے بچے ہنس رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر سب بچے سہم گئے، نبی علیہ السلام نے بڑے بچے ابومحذورہ کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ جب وہ قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیشانی کے بالوں سے اسے پکڑلیا اور فرمایا کہ مجھے بھی وہی اذان سناؤ جو تم دوسروں کو سنا رہے تھے۔ پہلے تو ابومحذورہ نے عذر پیش کرنے کی کوشش کی، مگر جلدی احساس ہوگیا کہ اذان سنا کر جلدی جان چھوٹ جائے گی، جب سناتے سناتے "اشھد ان محمدا رسول اللہ" پر پہنچے تو دل کی حالت بدل گئی۔ اذان ختم ہونے پر نبی علیہ السلام نے فرمایا اچھا جاؤ۔ کہنے لگے کہاں جاؤں؟ اب جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائیں گے ابومحذورہ وہیں جائے گا۔ اس کے بعد ابومحذورہ نے اپنی پیشانی کے بال عمر بھر نہ کٹوائے۔ تبرک کے طور پر اس یادگار کو قائم رکھا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لڑکپن کی عمر میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مامور تھے۔ جب نبی علیہ السلام کہیں جاتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے پہناتے۔ پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو آپ کے پاؤں مبارک سے جوتے نکالتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہاتے تو پردہ کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تو بیدار کرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جاتے تو بچھونا، مسواک، جوتا اور وضو کا پانی ان کے ساتھ ہوتا اسی لیے وہ نبی علیہ السلام کے میر سامان کہے جاتے تھے۔

(۶) تین لڑکے نبیؐ کی خدمت میں پیش پیش رہتے اور تینوں کا نام عبداللہ تھا، نبی علیہ السلام ان کی محبت اور وارفتگی کو دیکھتے تو ان کے لیے تہجد کی نماز کے بعد نام لے کر دعائیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تینوں بڑے ہوکر اپنے اپنے فن کے امام بنے۔ عبداللہ بن مسعودؓ امام فقہاء بنے۔ عبداللہ بن عباسؓ امام مفسرین بنے۔ عبداللہ بن عمرؓ امام محدثین بنے۔

(۷) حضرت انس بن مالکؓ کو ان کی والدہ نے بچپن ہی سے نبیؐ کی خدمت کے لیے وقف کردیا تھا۔

(۸) حضرت عقبہ بن عامرؓ آپ کے مستقل خدمت گزار تھے۔ جب بھی سفر درپیش ہوتا تو وہ نبی علیہ السلام کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ)۔

(۹) حضرت ربیعہ اسلمیؓ بھی شب میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ جب آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر روزانہ گھر تشریف لے جاتے تو ربیعہ دروازے پر بیٹھ جاتے کہ مبادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو خدمت کے لیے حاضر رہوں۔ جب ربیعہ جوان ہوگئے تو نبی علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ شادی کرلیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ پھر آپ کی خدمت میں اتنا وقت نہیں دے سکونگا۔ عرصہ تک اپنی شادی کو ٹالتے رہے جب کہ نبی علیہ السلام پیار سے مشورہ دیتے رہے، بالآخر نبی علیہ السلام کی طبیعت اور انشراح کو دیکھتے ہوئے شادی کرلی۔

(۱۰) حضرت زہرہ بن سعدؓ کو انکی والدہ بچپن سے ہی نبی علیہ السلام کی خدمت میں لائیں اور عرض کیا کہ اسے بیعت کرلیجئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابھی تو بچہ ہے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان کو جب بھی دیکھتے محبت کرتے اور دوستی کا اظہار کرتے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ ان کو نبی علیہ السلام نے برکت کی دعا دی تھی۔ (عشق رسول، ص: ۹۵ تا ۹۹)

ایک معذور فقیر کا سبق آموز واقعہ

جامع مسجد دہلی کے دروازے پر ایک معذور آدمی بیٹھا بھیک مانگ رہا تھا، ایک انگریز وہاں مسجد دیکھنے کے لئے آیا، ہم لوگوں نے بھی دیکھا کہ جامع مسجد کو انگریز دیکھنے کے لئے آتے جاتے ہیں، وہ انگریز بڑا عہدہ رکھتا تھا، جب وہ اس فقیر کے پاس سے گذرا تو اس نے سلوٹ مارا تاکہ کچھ دے جائے، چنانچہ اس انگریز نے اسے کچھ پیسے دیدیئے، انگریز باہر کھڑے ہوجاتے ہیں جوتوں کی جگہ پر اندر داخل نہیں ہوتے، مسجد کے نقش ونگار اور عظمت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ کے گھر کے سامنے ہی انہیں سکون مل جاتا ہے، وہ انگریز مسجد کو دیکھ کر چلا گیا، گھر جاکر اسے معلوم ہوا کہ جس بٹوے سے پیسے نکال کر دیئے تھے وہ بٹوہ جیب میں نہیں ہے، پیسے بھی کافی تھے اور پتہ بھی نہیں کہ کہاں گرے، خیر بات آئی گئی ہوگئی۔

ایک ہفتہ بعد پھر اسے چھٹی ہوئی، اس کی بیوی نے کہا کہ تم مسجد دیکھ آئے تھے، مجھے بھی دکھاؤ، چنانچہ چھٹی والے دن وہ اپنی بیوی کو لیکر پھر مسجد دیکھنے کے لئے آیا، جب وہ انگریز اس معذور فقیر کے پاس سے گذرنے لگا تو وہ فقیر فوراً کھڑا ہوگیا اور اس سے کہا، آپ پچھلی دفعہ آئے تھے، مجھے پیسے دیئے تھے، اس کے بعد آپ بٹوا جیب میں ڈالنے لگے، تھوڑی دور آگے جاکر بٹوا گر گیا اور میں نے اٹھایا، یہ بٹوا میرے پاس آپ کی امانت ہے، یہ میں آپ کے حوالہ کرتا ہوں، انگریز نے بٹوے کو کھول کر دیکھا تو پیسے بالکل پورے تھے، حیران رہ کر وہ سوچنے لگا کہ بٹوا تو دیدیتا، مگر اس کے اندر کی کچھ رقم نکال سکتا تھا، مجھے امید تو یہی تھی، یہ کیا ہوا کہ سارے کے سارے پیسے مجھے من وعن واپس کردیئے؟ اس نے اس فقیر سے پوچھا آخر کیا بات ہے کہ تم نے کچھ بھی پیسے اپنے پاس نہ رکھے؟ وہ معذور فقیر کہنے لگا، بات یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر آدمی اپنے نبی کے پیچھے ہوگا، جماعتوں کی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے پیچھے چل رہے ہوں گے، جب میں نے بٹوا اٹھایا تو میرا جی چاہتا تھا کہ میں اسے لے لوں، مگر مجھے خیال آیا کہ ہر کام اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے، اگر میں یہ پیسے رکھ لوں گا اور کل قیامت کے دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوں گا اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، اس وقت ایسا نہ ہو کہ آپ کے نبی میرے نبی علیہ السلام سے شکوہ کریں کہ آپ کے امتی نے میرے امتی کے پیسے لے لیے تھے، یہ سوچ کر میں نے اس میں کوئی خیانت نہ کی اور آپ کے پیسے میں نے آپ کو لوٹا دیئے ہیں، کاش! ہمیں دہلی کے اس معذور فقیر جیسی محبت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی۔ (خطبات ذوالفقار: ۱۱۲/۲)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے

Scanned with CamScanner

مدارس کے طلبا کی گرفتاریاں، ذمہ دار کون؟

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ

مدارس اسلامیہ کا تعلیمی سال شروع ہو چکا ہے۔ مدارس کے احباب اپنی گنجائش کے مطابق داخلہ لے چکے ہیں۔ اس درمیان ملک کی مختلف ریاستوں سے جو خبریں موصول ہو رہی ہیں وہ انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ شمالی ہندوستان کی ریاستوں بہار، بنگال، جھارکھنڈ اور آسام سے یوپی، ایم پی، گجرات، مہاراشٹر، آندھرا پر دیش، کرناٹک، تامل ناڈو اور کیرالہ جا رہے کم عمر بچوں کو ٹرین سے اتار کر چائلڈ ہوم میں ڈال دیا گیا ہے، بچہ مزدوری کے خدشات کی وجہ سے ان سے تفتیش کی جارہی ہے، ساتھ جانے والے اساتذہ کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ تعلیم وتربیت کے نام پر نونہالان قوم اور ملت کے معصوموں کو بے ترتیب باہر لے جانا مدارس کی بدنامی کا سبب بن رہا ہے۔ انجام سے بے پروا غریب گارجین اپنے بچوں کو صرف اس لالچ میں باہر بھیج دیتے ہیں کہ وہ علم دین حاصل کر کے لوٹیں گے۔ گزشتہ چند برسوں میں نوخیز اور کم عمر بچوں کو خوشحال ریاستوں میں بھیجنے کا تماشہ زیادہ ہو گیا ہے۔ نہ چاہ کر بھی میں تلخ کلامی کر رہا ہوں، کیونکہ جب زخم ناسور بن جائے تو اس پر نشتر چلانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

پہلے ایسا ہوتا تھا کہ بالغ، باشعور اور عربی درجات کے طلبا اعلی تعلیم کے لئے اپنے علاقے سے باہر جاتے تھے، لیکن حال کے برسوں میں عجیب تماشہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ مسلمان دور دراز کے مختلف شہروں میں اپنے لخت جگر کو بھیج رہے ہیں۔ انجام سے بے پرواہ کرتا پائجامہ اور ٹوپی پہنے نوعمر بچوں کی الگ الگ ٹولیاں بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن اور عوامی مقامات پر بیگ اور بکس اٹھائے منزل کی جانب جاتے دکھائی دیتے ہیں۔ کثیر تعداد میں ایک ساتھ چھوٹے اور نابالغ بچوں کو لیکر سفر کرنا، ان کی نقل وحرکت اور مایوسانہ نشست وبرخاست پہلی نظر میں ظاہر کرتا ہے کہ یہ انسانی اسمگلنگ اور ہیومن ٹریفکنگ کا معاملہ ہے۔ چہروں سے جھلک رہی مایوسی اور کپڑوں سے جھلک رہی غربت کو محسوس کر کے سرکاری افسران، پولیس کا عملہ، حقوق انسانی کمیشن، چائلڈ لیبر مخالف دستہ اور بچپن بچاؤ تنظیم کے کارندے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ معصوم بچوں کو ان کے وطن سے بندھوا مزدور بنا کر بڑے شہروں میں لے جایا جارہا ہے۔ ان کو لے جانے والے اساتذہ کا بار بار ڈانٹ ڈپٹ کران پر رعب جمانا سرکاری ایجنسیوں کے شک کو یقین میں بدل دیتا ہے، جس کی وجہ سے ان کو ٹرینوں اور بسوں سے اتار لیا جاتا ہے اور انہیں پریشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

کرتا پائجامہ اور ٹوپی والوں کو ہراساں کرنے کے بہانے تلاش کرنے والے سرکاری اہلکاروں کو؛ علماء اور اہل مدارس کا یہ عمل گرفتاری کا جواز فراہم کر رہے ہیں۔ گرفتاری کے بعد متعصب میڈیا طوفان کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کو مسلمانوں اور مدارس کو بدنام کرنے کا ایک موضوع ہاتھ لگ جاتا ہے اور پھر وہ بریکنگ نیوز بنا کر پیش کرتے ہیں اور پرائم ٹائم میں اس پر مباحثہ شروع کر دیتے ہیں۔ طلبا کو لے جانے والے علماء کو ماسٹر مائنڈ کہہ کر، طلبا کی تصویریں ایسے وائرل کرتے ہیں گویا وہ دہشت گرد اور بم بلاسٹ کے مجرمین ہوں۔ جب تک سچائی سامنے آتی ہے اس وقت تک کافی دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ مدارس اور مسلمانوں کو جتنا بدنام کرنا مقصد ہو اس میں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پولیس ان معصوموں کو بچہ مزدوری کے شک میں گرفتار کرتی ہے اور گاڑیوں میں بھر کر لے جاتی ہے۔ ان کا مقصد تفتیش کرنا ہوتا ہے، وہ یہ یقینی بنانا چاہتے ہیں مستقبل کے ویر سپوتوں کو کوئی غلط کام کے لئے تو نہیں لے جایا جارہا ہے؟ دراصل وہ ان کو تحفظ فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ عوامی مقامات پر ان کی چوبیس گھنٹے ڈیوٹی رہتی ہے، وہ بلا تفریق مذہب اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں سرگرم رہتے ہیں۔

ماضی پر نظر ڈالیں تو چند سال قبل تک صرف بالغ اور ذی ہوش طلبہ کو ہی باہر دور دراز کے شہروں میں حصول علم کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ عربی درجات کے طلبا ثانوی اور اعلی تعلیم کے لئے دوسری ریاستوں کا رخ کرتے تھے۔ تقریباً گزشتہ ایک دہائی سے ایک نئی چیز دیکھنے کو مل رہی ہے۔ مالدار ریاستوں کے مدارس میں مقامی طلبا کا رخ کم ہوتا جارہا ہے، نظماء حضرات معمول کے مطابق مدارس چلانے کیلئے پسماندہ ریاستوں کے طلبا اور اساتذہ پر منحصر ہوتے جارہے ہیں۔ اس کے لئے اساتذہ کو اس بات کا پابند بناتے ہیں کہ سالانہ طویل چھٹی کے بعد شوال میں وہ اپنے ساتھ پچیس پچاس طلبا کو بھی لے کر آئیں۔ اس کے لئے اساتذہ کو مامور کیا جاتا ہے، انہیں کرایہ اور خرچ کی شکل میں رقومات دی جاتی ہیں۔ رمضان کی مالی فراہمی کے بعد شوال میں یہ اساتذہ اپنے علاقے میں بچوں کے چندہ کے لئے نکل پڑتے ہیں۔ گارجین اور والدین کو آمد ورفت کے کرایے کے ساتھ ہر طرح کی سہولت اور مراعات فراہم کرنے کا لالچ دیا جاتا ہے۔ بہتر کھانا، عمدہ رہائش، مناسب علاج، معیاری تعلیم اور دیگر سہولیات دینے کا آفر کیا جاتا ہے۔ ایسے میں گاؤں اور دیہات کے فاقہ کش اور غریب و نادار والدین جھک جاتے ہیں اور اپنے جگر گوشوں کو خود سے الگ کرنے اور دور بھیجنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، جب کہ یہ ایسے بچے ہوتے ہیں جنہیں نہ کپڑا دھلنے کا سلیقہ ہوتا ہے، نہ ناک صاف رکھنے کا ڈھنگ۔

بچوں کو بطور چندہ لانے کا یہ مرض ان اداروں میں زیادہ ہو گیا، جو بڑے شہروں میں کرایے کے ایک یا دو کمرے میں چلتے ہیں، مکاتب نما ان اداروں کو جامعہ اور دار العلوم کا نام دیا جاتا ہے۔ یہاں نہ تعلیم کا درست انتظام اور نہ تربیت کا کوئی اہتمام ہے۔ بچہ لانے والوں کو ایک ایک بچے پر دو سے چار ہزار روپے دیا جاتا ہے۔ باضابطہ مول تول ہوتی ہے اور ڈیمانڈ کیا جاتا ہے۔ ان گنہگار آنکھوں نے ایسے کئی ادارے دیکھے ہیں جو شخصی اور ذاتی طور پر چلائے جارہے ہیں۔ یہ کردار نہ صرف علما برادری کو بدنام کر رہا ہے، بلکہ بڑے مدارس کے بجٹ میں بھی سیندھ لگا رہا ہے، مستحق ادارے مالی اعتبار سے کمزور ہو رہے ہیں، قرض کا بوجھ بڑھتا جارہا ہے، ان کے اساتذہ کو کئی کئی ماہ تنخواہیں نہیں مل پاتیں۔ بڑے شہروں اور ترقی یافتہ ریاستوں میں بچہ لانے کا یہ عمل ایک دھندہ کی شکل اختیار کر چکا ہے اور یہ دینی تعلیم کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔

رواں برس بہار کے بیگوسرائے، داناپور، پٹنہ میں مدارس کے طلبا ٹرین سے اتار لئے گئے، ان کو لے کر سفر کرنے والے اساتذہ کا چالان کر کے جیل میں ڈال دیا گیا، بچوں کو چائلڈ ہوم بھیج دیا گیا۔ کم وبیش کچھ اسی طرح کا معاملہ بنگلور، حیدرآباد، کولہاپور، مہاراشٹر اور تمل ناڈو میں بھی پیش آیا۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا ہے کہ مدارس کے بچے حراست میں لئے گئے ہیں، گزشتہ برسوں میں بھی ایسا ہوا ہے، حیرت اس بات کی ہے کہ علماء نے یہ کونسا نیا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ علماء اور ارباب مدارس کا یہ عمل دینی اداروں کے خلاف پروپیگنڈے کا ماحول اور موقع فراہم کر رہا ہے اور مدارس بدنام ہو رہے ہیں۔ آج کے اس پرآشوب ماحول میں اداروں کے سربراہوں اور نظماء کو غور کرنا چاہیے کہ کیا انہوں نے مدرسے نہیں بدنامی کی دکانیں کھول رکھی ہیں۔

سب سے پہلے والدین اور گارجین حضرات سے کہنا چاہوں گا کہ جو نوعمر بچے دینیات، حفظ اور ابتدائی عربی درجات پڑھنے کے خواہش مند ہیں، ان کے لئے ہر علاقے میں دینی تعلیم وتربیت کا نظم ہے تو پھر آپ اپنے جگر گوشے کو نظروں سے دور کیوں کرتے ہیں۔ ملک کے سلگتے ماحول میں ان کے لیے دور کا سفر محفوظ نہیں ہے، اس لئے اپنے بچوں کو مقامی مدارس میں ہی داخل کرائیں، البتہ جب وہ بڑے ہو جائیں تو اعلی تعلیم کے لیے دور دراز کے مدارس میں بھیج سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر باہر بھیجنے کی ضد ہی ہے تو اپنے بچوں کو خود لے کر جائیں، کسی دوسرے کے ساتھ بھیجنا ہو تو ان کو اتھارٹی لیٹر دیں "جس میں اس بات کی وضاحت ہو کہ وہ بحیثیت گارجین اپنے بچوں کو اپنی مرضی سے فلاں صاحب کے سپرد، فلاں مدرسہ میں تعلیم کے لیے بھیج رہے ہیں"۔ قدیم طلبا مدرسہ کے مکمل کاغذات، آئی کارڈ کے ساتھ سفر کریں تا کہ چیکنگ وغیرہ کے وقت بتا سکیں کہ وہ فلاں مدرسہ پڑھنے جارہے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص کے ساتھ زیادہ بچوں کو نہ بھیجیں۔ اس سے پولیس کو شک پیدا ہوتا ہے پھر بچے اور ان کو لے جانے والے دونوں مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

چند معروضات شمالی ہند کی پسماندہ ریاستوں کے ارباب مدارس سے بھی کہ آپ مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معیاری تعلیم کے ساتھ مناسب کھانا، رہائش اور دیگر سہولیات کا انتظام کریں۔ قوم وملت کی رقومات کو تعمیر سے زیادہ تعلیم پر خرچ کریں، طلبا کی سہولت کا خیال رکھیں۔ علماء اور ارباب مدارس آنکھیں کھولیں، ارد گرد کو دیکھیں اور حکمت عملی کے ساتھ آگے بڑھیں۔ یہ بچے ملک وملت دونوں کی امانت ہیں ہمیں مشکل حالات میں سب کچھ بچا کر آگے بڑھنا ہے، ہماری صلاحیت، ایمانداری، ہمت اور حوصلہ کے امتحان کا وقت ہے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

تومرد مسلماں ہے تو پیغام عمل دے!!

منور سلطان ندوی

انسان کو ہزاروں بیماریاں لاحق ہوں، اس کا جسم ضعف اور لاغری سے زار و نزار ہو جائے، ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائے، ایسی صورت میں بھی اگر اسے زندگی کا احساس ہے، اس کے اندر زندگی کی رمق ہے، تو امید ہے کہ وہ ایک تندرست ہو سکتا ہے، اس کی صحت لوٹ سکتی ہے، اور وہ عام انسانوں کی طرف زندگی کی دوڑ میں شامل ہو سکتا ہے، لیکن اگر زندگی کا احساس ختم ہو جائے، انسان زندہ ہونے کے باوجود خود کو مردہ سمجھنے لگے، تو اس کا جسم جتنا بھی فربہ ہو، اس کی صحت جتنی بھی اچھی ہو، وہ ایک زندہ لاش ہے، دیکھنے میں زندہ ہے، مگر حقیقت میں وہ ایک بے جان لاش ہے۔

یہی حال آج امت مسلمہ کا ہے، یہ امت اپنا منصب بھول چکی ہے، اسے نہ اپنی حیثیت یاد ہے اور نہ اپنا مقام، کئی صدیوں سے مسلسل زوال اور دوسری قوموں کے عروج واقبال دیکھ کر اس نے امامت تو کجا سربلندی اور ترقی کا خواب بھی دیکھنا چھوڑ دیا ہے، مسائل ومشکلات کی ضرب پیہم نے امت کے نوجوانوں سے امنگ وحوصلہ چھین لیا ہے، بلند حوصلگی اور طالع آزمائی جو کبھی ان نوجوانوں کا شعار تھی، اسلام کی سربلندی ان کا نصب العین تھا، یہ ساری باتیں اب داستان پارینہ بن چکی ہیں۔

یہ مسلمانوں کی خوش عقیدگی نہیں بلکہ خالق کائنات کا فیصلہ ہے، اس کا اعلان ہے کہ اس نے امت مسلمہ کو خیر امت بنایا ہے، خیر امت کا تاج اس کو پہنایا ہے، یہ شرف واعزاز کسی اور کو حاصل نہیں ہے، یہودی نحن ابناء اللہ (ہم اللہ کے مقرب ہیں) کے دعویدار ہیں، وہ خود کو سب سے بہتر قرار دیتے ہیں، لیکن اللہ تعالی نے انہیں نہیں بلکہ مسلمانوں کو سب سے بہتر قرار دیا ہے، یہ سب سے بڑی سچائی اور اٹل حقیقت ہے۔

خیر امت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان تمام اقوام کا، پوری دنیا کا رہنما اور رہبر ہے، اس کی حیثیت دنیا کے قائد کی ہے، پیچھے چلنے والوں کی نہیں، وہ حاکم بننے کے لئے آیا ہے، محکوم بننے کے لئے نہیں، اسے رہبری کا منصب دیا گیا ہے، دوسروں کے پیچھے چلنا اس کی شان کے خلاف ہے، یہ تاریخ کا کتنا بڑا المیہ ہے کہ یہود نے اپنی حیثیت کو یاد رکھا تو وہ آج دنیا کے سپر پاور بن گئے، اور مسلمانوں نے اپنی حیثیت کو بھلا دیا تو ذلت کی انتہاء کو پہونچ گئے۔

آج مسلمانوں کو اپنی حیثیت یاد رکھنے اور ملت کے ہر فرد کو اس کی حیثیت یاد دلانے کی ضرورت ہے، اس سبق کو دہرانے اور بار بار دہرانے کی ضرورت ہے، یہ احساس بہت ضروری ہے کہ مسلمان دوسری قوموں کی طرح نہیں ہیں، خیر امت ہونے کا احساس، اور اس حیثیت کا ادراک بہت ضروری ہے، امت اپنی موجودہ حیثیت پر قانع ہوگئی ہے، یہ بہت ہی خطرناک اور تشویشناک مسئلہ ہے، دوسری قوموں نے بڑی ہوشیاری سے مسلمانوں کے ذہنوں سے ان کے منصب کو غائب کر دیا، مسائل میں الجھا کر ان کا خواب ان کی آنکھوں سے چھین لیا، اس صورت حال کا واحد حل یہ ہے کہ امت کو اس کی حیثیت یاد دلائی جائے، اس کے منصب سے آگاہ کیا جائے۔

اس امت مسلمہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مشن دیا گیا ہے، یہ اس کا بنیادی مشن ہے، اور یہی مشن اسے دنیا کی امامت کا حقدار بناتا ہے، لیکن یہاں بھی بڑی چابکدستی سے مشن کو محدود کر کے اس کی حیثیت ختم کر دی گئی، امت مسلمہ عالمی امت ہے، تو اس کے ذمہ جو کام سونپا گیا وہ عالمی اور تمام انسانوں سے متعلق ہونا چاہیے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف مسلمانوں کے درمیان مقصود نہیں ہے، مسلمانوں کو پوری دنیا کا خیر خواہ بننا ہے، اور عام انسانوں کے مسائل ومشکلات کو سامنے رکھ کر معروف اور منکر کی تعیین کرنی ہے، اور پھر ان کے لئے کوشش کرنی ہے، مسلمانوں کی فکر اور مسلمانوں کے مسائل کے حل کی تگ ودو اچھی بات ہے، لیکن مشن اس سے بہت وسیع ہے، مسلمانوں کی سوچ صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہونی چاہیے، عام انسانوں کے مسائل کی فکر اور عام انسانوں میں پھیلے منکرات کو ختم کرنا اس کی ذمہ داری ہے، جب تک مسلمان اس محدود دائرہ سے نکل کر وسیع دائرہ میں نہیں آئیں گے، اور اپنی سوچ کو وسیع نہیں کریں گے، اس وقت تک وہ دنیا کے سامنے اپنی افادیت ونافعیت ثابت نہیں کر سکتے، جس دن مسلمانوں نے دنیا کے سامنے اپنی افادیت ونافعیت ثابت کر دی اس دن دنیا کی امامت کا منصب ان کے قدموں میں ہوگا۔

Scanned with CamScanner

دُنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا غم

مفتی محمد وقاص رفیع

دُنیا کی زندگی چاہے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوجائے بہ ہر حال ایک نہ ایک دن ختم ہوجانے والی ہے اور اس کا مال و متاع چاہے کتنا ہی زیادہ ہوجائے بہ ہرحال ایک دن چھوٹنے والا ہے، موت سے چھوٹ جائے یا ضائع ہوجانے سے، لیکن اسے چھوٹنا لازمی ہے۔ اور آخرت کی زندگی دُنیا کی زندگی سے کہیں زیادہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی اور کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔ چناں چہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''لیکن تم لوگ دُنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالاں کہ آخرت کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ پائیدار ہے۔'' (سورۃ الاعلیٰ)

بلاشبہ! آخرت کی زندگی کی نعمتیں، اُس کی جوانی، اُس کے مزے، اُس کی خوب صورتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہے۔ اِس کے برعکس دُنیا کی زندگی، اُس کی نعمتیں، اُس کی جوانی، اُس کی خوب صورتی اور اُس کے مزے صرف محدود اور معین مدت تک کے لیے ہیں اور پھر انہیں یکسر ختم ہوجانا ہے۔ خوش نصیب اور عقل مند ہے وہ شخص جو اپنی زندگی کے ہر موڑ پر دُنیا کی فانی اور ختم ہوجانے والی زندگی کو آخرت کی لازوال و بے مثال زندگی پر ہمیشہ ترجیح دیتا رہے اور اِس دارِ فانی کی تعمیر و تزئین کی بہ جائے دارالبقاء کی تعمیر و تزئین کی فکر میں ہر دَم لگا رہتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مفہوم: ''جو شخص دُنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ (بہ ظاہر) اپنی دُنیا کو نقصان پہنچاتا ہے (پس جب یہ ضابطہ ہے تو) جو چیز ہمیشہ رہنے والی (آخرت) ہے اُس کو ترجیح دو اُس چیز (دُنیا) پر جو بہ ہرحال فنا ہونے والی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم لوگ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، آپؓ نے کچھ پینے کو مانگا تو شہد کا شربت خدمت میں پیش کیا گیا، اُس کو منہ کے قریب فرما کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ پاس بیٹھنے والے بھی اِس سے متاثر ہوکر رونے لگے اور خوب رُوئے، اس کے بعد پھر دوبارہ اُس کو منہ کے قریب کیا اور پھر رُونے لگے۔

اس کے بعد اپنی آنکھوں کے آنسو پونچھے اور ارشاد فرمایا: ''میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں سے کسی چیز کو دفع فرمارہے ہیں اور کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجھے نظر نہ آئی، تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ''حضور! کس چیز کو آپ اپنے سے ہٹا رہے ہیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دُنیا میرے سامنے حاضر ہوئی تھی، میں نے اُس کو اپنے سے ہٹایا، اس کے بعد پھر وہ دوبارہ میرے پاس آئی اور آکر مجھ سے کہنے لگی کہ اگر آپ مجھ سے بچ گئے تو (کچھ قلق اور افسوس کی بات نہیں، اس لیے کہ) آپؐ کے بعد آپ کی آنے والی اُمت مجھ سے ہرگز نہیں بچ سکتی۔'' (مستدرک حاکم) ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ: ''دُنیا اُس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں کوئی) گھر نہیں اور دُنیا اُس شخص کا مال ہے جس کا (آخرت میں کوئی) مال نہیں، اور دُنیا کے لئے وہ شخص مال جمع کرتا ہے جس کو بالکل عقل نہیں ہوتی۔'' (درمنثور)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''تو جس قدر دُنیا کا غم کرے گا اتنا ہی آخرت کا غم تیرے دل سے نکل جائے گا، اور جتنا تو آخرت کا غم کرے گا اتنا ہی دُنیا کا غم تیرے دل سے نکل جائے گا۔'' حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر دُنیا مجھے ساری کی ساری مل جائے اور مجھ سے اِس کا حساب بھی نہ لیا جائے تب بھی میں اس سے ایسی گھن اور کراہت کروں جیسی کہ تم لوگ مردار جانور سے کرتے ہو کہ کہیں کپڑے کو نہ لگ جائے۔''

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''دُنیا کی محبت نے اور گناہوں نے دلوں کو وحشی بنا رکھا ہے، اس لیے خیر کی بات دلوں تک پہنچتی نہیں اور نہ ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔''

ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے: ''جب تم وسعت کو آتے دیکھو تو سمجھو کہ کسی گناہ کی سزا میں یہ آرہی ہے، اور جب فقر و فاقہ کو آتے دیکھو تو کہو کہ صالحین کا شعار آرہا ہے۔ اور اگر کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتباع کرنا چاہتا ہے تو اُن کا ارشاد یہ ہے: ''میرا سالن بھوک ہے۔ اور میرا شعار اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور میرا لباس ''صوف'' (بھیڑ بکری کے بال اور اُون) ہے۔ اور میرا سردی میں سینکنا دھوپ ہے۔ اور میرا چراغ چاند کی روشنی ہے۔ اور میری سواری میرے پاؤں ہیں۔ اور میرا کھانا اور میوے زمین کا گھاس ہے۔ میں صبح اس حال میں کرتا ہوں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا، اور شام اس حال میں کرتا ہوں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ اور ساری دُنیا میں مجھ سے زیادہ غنی اور بے پروا کوئی شخص بھی نہیں جو کسی دوسرے کا محتاج ہو۔'' (فضائل صدقات)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ: ''ہر اُمت کے لیے کوئی بچھڑا ہوتا ہے جس کی وہ پرستش کرتے ہیں، میری اُمت کا بچھڑا روپیا اور اشرفی (آج کل کی زبان میں اشرفی کی جگہ اگر ڈالر، یورو اور ریال وغیرہ کرنسیوں کا نام لیا جائے تو یقیناً بے جا نہ ہوگا) ہے۔ (اس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں جیسا کہ پرستش کا ہوتا ہے) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا بچھڑا بھی تو سونے چاندی کا زیور ہی تھا۔'' (احیاء العلوم) حضرت ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص بازار جائے اور کسی چیز کو دیکھ کر اُس کے خریدنے کی رغبت ہو اور ناداری کی وجہ سے (اُس کو خرید نہ سکے، بلکہ) اس پر صبر کرے تو اُس کا یہ عمل ایک ہزار اشرفیاں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے افضل ہے۔'' (فضائل صدقات)

حضرت اُم ولید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت اندر سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا بات ہوئی؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اتنی مقدار جمع کرتے ہو جتنا کھاتے نہیں ہو اور اتنے مکانات بنا لیتے ہو جن میں رہتے نہیں ہو اور ایسی ایسی اُمیدیں باندھ لیتے ہو جن کو پورا نہیں کرسکتے، کیا ان باتوں سے تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟'' (الترغیب والترہیب)

مطلب یہ ہے کہ رہن سہن کے لیے گھر اور مکان اتنا ہی بنانا چاہیے جتنے کی ضرورت ہو اور اُس میں زندگی اچھی طرح سے گزر سکے۔ اسی طرح مال و دولت اور خزانہ اتنا ہی جمع کرنا چاہیے جس سے اپنی معاشی تنگی دُور ہوکر گزر اوقات آسانی سے ہوسکے۔ اس کے علاوہ جو زاید مال ہے وہ جمع کرنے اور پیسے پر پیسہ اکٹھا کرنے کے لیے نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے ہے۔

مشکلات کامیابی تک پہنچنے کا زینہ ہیں

منیرہ عادل

لڑکیوں کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد والدین کی اولین خواہش ہوتی ہے کہ بیٹی کی شادی کردی جائے، جبکہ بیشتر لڑکیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنی تعلیمی قابلیت کو بروئے کار لایا جائے اور اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ ملازمت کے لئے کوشاں رہتی ہیں، جبکہ ملازمت اتنی آسانی سے نہیں ملتی اور وہ اپنے مقصد کے حصول میں ناکام ہوکر عموماً افسردگی، پریشانی اور چڑچڑے پن کا شکار ہوجاتی ہیں، اکثر خواتین شادی کے بعد یا بچوں کے بعد بھی معاشی طور پر مستحکم ہونے کے لئے ملازمت کرنا چاہتی ہیں، لیکن فوری طور پر ملازمت نہ ملنے پر ذہنی اضطراب کا شکار ہوجاتی ہیں۔

فی زمانہ بے شمار تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگار ہیں، ایک، دو اسامیوں کے لئے بھی ہزاروں امیدوار سامنے آجاتے ہیں، ملازمت کے حصول میں ناکامی اور مسترد کئے جانے کا احساس لڑکوں میں ہی نہیں، تعلیم یافتہ لڑکیوں میں بھی مایوسی کو جنم دیتا ہے، یہ مسئلہ زیادہ تر لڑکوں کے لئے سوچا جاتا ہے، خواتین کے حوالے سے عموماً اس کی وجوہات پر غور نہیں کیا جاتا، ایسی خاتون کی تعلیمی قابلیت کے ساتھ بہترین شخصیت بھی بے حد اہمیت رکھتی ہے، عموماً مایوسی کا شکار خواتین اپنی شخصیت پر توجہ نہیں دیتیں، جس کی وجہ سے ان میں احساس کمتری بھی پیدا ہونے لگتا ہے، خصوصاً جب اپنی ہم عمر دیگر سہیلیوں کو برسر روزگار دیکھتی ہیں، تو ذہنی دباؤ کا شکار ہوجاتی ہیں، ایسے مواقع پر پرامید رہنا بے حد اہم ہے، ذہنی طور پر پرسکون افراد ہمیشہ زندگی میں کامیاب رہتے ہیں، اس کے لئے لوگوں کے منفی رویوں یا طنزیہ باتوں کو نظر انداز کردیں، اپنے مقصد کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے سخت محنت کریں گی تو کامیابی ضرور آپ کے قدم چومے گی، ملازمت کے حصول میں ناکامی ہو تو اکثر خواتین عزیز و اقارب یا پھر حلقۂ احباب کی خواتین تعلیمی قابلیت اور کامیابیوں کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگتی ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ مصروفیات کے نام پر کرید کرید کر سوالات در سوالات کرتی ہیں، ایسے میں بہت سے لوگوں کا رویہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ بے روزگاری کا سبب لڑکی کو ہی قرار دیتے ہیں، ایسی صورت حال میں پریشان ہونے کے بجائے صرف یہ سوچیں کہ جو ایسا رویہ روا رکھتے ہیں، ان کی زندگی میں کتنی اہمیت رکھتے ہیں؟ کیا دوسروں کی باتوں سے پریشان ہوکر زندگی سے مایوس ہوجانے سے آپ کو کوئی فائدہ ہوگا، اگر نہیں تو لوگوں کی باتوں کی پرواہ کرنا چھوڑ دیں، اگر وہ واقعی آپ کی زندگی میں اہم ہیں، تو ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اگر وہ لوگ آپ کے ہمدرد ہوتے تو کیا ایسی باتیں کرتے؟ اس لئے صرف مخلص اور ہمدردوں ہی کو اہمیت دیں اور ان سے اپنا مسئلہ بیان کریں، ایسی خواتین ہی آپ کے مسئلے کو سمجھیں گی اور آپ کو مفید مشوروں سے نوازیں گی، بلکہ کسی ملازمت کے حوالے سے مدد بھی کریں گی۔

اپنی سوچ کو مثبت رکھنے کی کوشش کریں، آپ دیکھیں گی کہ انسانی سوچ ہی دراصل حقیقت بن جاتی ہے، ہمارے ساتھ وہی ہوتا ہے، جو ہم سوچتے ہیں، مثبت سوچ رکھنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے اور کامیاب ہوتے ہیں، جب کہ منفی سوچ رکھنے والے اچھے حال اور آسائشوں کی زندگی گزارنے کے باوجود بھی شکوہ کناں نظر آتے ہیں، لہٰذا ہمیشہ اچھا سوچیں، پرامید رہیں، مشکلات درحقیقت کامیابی تک پہنچنے کا زینہ ہیں، اس کو عبور کرکے کامیابی اور حقیقی خوشی کا حصول ممکن ہے۔

ملازمت کے حصول میں کامیابی نہ ہو رہی ہو تو فارغ بیٹھنے کے بجائے کوئی کورس کرلیں یا اپنی تعلیم جاری رکھیں، تعلیمی استعداد میں اضافہ بھی ملازمت کے حصول میں معاون ثابت ہوتا ہے، اسی طرح نتیجے کی منتظر طالبات بھی وقت ضائع کرنے کے بجائے کچھ سیکھ سکتی ہیں، جو عملی زندگی میں معاون ثابت ہو، مختلف اداروں میں ملازمت کے لئے درخواست بھیجتی رہیں، انٹرویو کے لئے جانا ہو تو مثبت سوچ کے ساتھ پراعتماد اور پرسکون ہو کر انٹرویو دیں اور اچھی توقعات رکھیں، ملازمت کے حصول میں ناکامی ہو، تو اکثر لڑکیاں اپنی دلچسپی مدنظر رکھتے ہوئے مختلف کورسز کرنا چاہتی ہیں، ایسے تمام کورسز جو شخصیت میں نکھار پیدا کرتے ہیں، اور ملازمت کے حصول میں معاون ثابت ہوتے ہیں، کورسز کی مہنگی فیسوں کی متحمل نہ ہوں تو آن لائن بھی مختلف کورسز کئے جاسکتے ہیں، انٹرنیٹ کے ذریعے ایسے ادارے تلاش کیجئے، جو مفت تعلیم مہیا کرتے ہیں، اس کے علاوہ انٹرنیٹ پر ایسی ویڈیوز دستیاب ہیں، جو راہنمائی فراہم کرتی ہیں، وہ بہترین ثابت ہوتی ہیں۔

اپنے اساتذہ، حلقۂ احباب، رشتے داروں سے رابطے میں رہیں اور پوچھیں کہ اگر کوئی ملازمت کی اسامی آئے تو آپ کو مطلع کردیں، ملازمت نہ ملنے کی صورت میں بیشتر افراد مختلف اداروں میں محض تجربے کے حصول کے لئے بلا معاوضہ بھی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں، بیشتر خواتین بلا معاوضہ کام کرنے کے لئے رضامند نہیں ہوتیں، لیکن اس طرح نئے افراد نئے اداروں سے روابط قائم کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے اور ملازمت کے لئے دی جانے والی درخواست میں بھی اچھے ادارے کے نام سے اچھا اثر پڑتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اگر آپ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد کسی اچھی ملازمت کے حصول میں ناکام رہیں، تو آمدنی کے دیگر ذرائع پر بھی غور کریں، اپنے کسی ہنر کو کارآمد بنائیں، جز وقتی ملازمت کرلیں یا آن لائن کام کرلیں، یا گھر پر ٹیوشن پڑھانا یا کوئی کورس سکھانا شروع کردیں، اس سے شاید اتنی آمدنی نہ ہوسکے، لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے، اگر مثبت سوچ کے ساتھ کوئی راہ اپنائیں گی، تو ہوسکتا ہے کہ آپ کی آمدنی کسی ملازمت سے بھی بڑھ جائے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

کولمبیا میں طیارہ حادثہ: چار بچے چالیس دن بعد جنگل میں زندہ ملے

کولمبیا کے ایمیزون جنگلات میں ایک طیارے کے حادثے کے چالیس روز بعد چار بچے زندہ ملے ہیں۔ تین بڑے بچوں کی عمریں تیرہ، نو اور چار برس ہیں جبکہ ایک چھوٹے بچے کی عمر فقط گیارہ ماہ ہے۔ کولمبیا کے صدر گستاوو پیٹرو نے جمعہ کو اس خبر کا اعلان کیا۔ انہوں نے اسے پورے ملک کے لیے خوشی کا موقع قرار دیتے ہوئے کہا: ”آج ہم نے ایک جادوئی دن گزارا ہے، بچے کمزور ہو چکے ہیں اور ڈاکٹر ان کا معائنہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔“ ایک چھوٹے طیارے کے حادثے کے بعد لا پتہ ہونے والے ان چار بہن بھائیوں کے لیے بڑے پیمانے پر ریسکیو آپریشن شروع کیا گیا تھا۔ حادثے کے بعد 160 فوجیوں اور 70 مقامی لوگوں پر مشتمل سرچ ٹیمیں تشکیل دی گئی تھیں۔ اطلاعات کے مطابق ملنے والے چاروں بچے کولمبیا کی سرحد کے قریب تھے۔ یہ سرحد حادثے کے مقام سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ یکم مئی کو حادثے کا شکار ہونے والے طیارے میں کل سات افراد سوار تھے۔ یہ حادثہ پیش آنے سے پہلے پائلٹ کی طرف سے ایک انجن خراب ہونے کا پیغام بھیجا گیا تھا۔ جب امدادی ٹیمیں جائے حادثہ پر پہنچیں تو پائلٹ، بچوں کی ماں اور ان کے ساتھ طیارے پر سوار مقامی قدیم نسل کے قبائلی رہنما ہلاک ہو چکے تھے جبکہ یہ چھوٹا جہاز درختوں کے درمیان اٹکا ہوا تھا۔ ملک بھر میں فوج اور مقامی قدیم آبادی کے مابین مل کر کام کرنے کی تعریف کی جا رہی ہے۔ ان فوجیوں کا شکریہ ادا کیا جا رہا ہے، جنہوں نے مشکل حالات کے باوجود مسلسل بچوں کی تلاش جاری رکھی۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

ترکی کے مرکزی بینک میں پہلی بار خاتون سربراہ

ترکی کے حال ہی میں دوبارہ منتخب ہونے والے صدر رجب طیب اردوآن نے وال اسٹریٹ کی ایک سابق ایگزیکٹیو کو ملک کے مرکزی بینک کی سربراہی کے لیے مقرر کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اردوآن کے اس اقدام کو برسوں کی بلند افراط زر اور گرتی ہوئی لیرا کی قدر کے بعد ترکی کی قدامت پسند اقتصادی پالیسیوں میں ایک ممکنہ تبدیلی کی نشاندہی سمجھا جا رہا ہے۔ اردوآن نے امریکہ کی مشہور پرنسٹن یونیورسٹی سے تعلیم یافتہ حفیظے گے ایرکان کو اپنے مرکزی بینک کی نئی گورنر مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ ایرکان ایک امریکی انویسٹمنٹ بینک گولڈ مین ساکس میں مینیجنگ ڈائریکٹر رہ چکی ہیں اور بعد ازاں انہوں نے 2021ء میں چھ ماہ سان فرانسسکو میں قائم فرسٹ ریپبلک بینک میں بھی کام کیا، جہاں وہ شریک سی ای او کے عہدے پر فائز تھیں۔ اردوآن نے ساتھ ہی بینک آف امریکہ کی سرپرست تنظیم میرل لینچ کے سابق ماہر اقتصادیات مہمت سمسیک کو ترکی کا وزیر خزانہ مقرر کر دیا ہے۔ اردوآن نے گزشتہ ہفتے کے روز اپنی نئی کابینہ متعارف کروائی جس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ سابق میرل لینچ ماہر اقتصادیات مہمت سمسیک بھی شامل تھے جو وزیر خزانہ کے طور پر اردوآن کی اقتصادی پالیسیوں کی مخالفت کرنے کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ اعلیٰ مالیاتی عہدوں پر ان تقرریوں کو بہت سے تجزیہ کار اس بات کے اشارے کے طور پر دیکھ رہے ہیں کہ اردوآن ایسی پالیسیوں کو ترک کرنے کی طرف بڑھ رہے ہیں جنہیں پہلے ”غیر روایتی“ جانا جاتا رہا ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

سعودی عرب میں سات سال بعد ایرانی سفارتخانہ دوبارہ کھلا

ایران نے سات سال بعد سعودی عرب میں اپنا سفارتخانہ دوبارہ کھول لیا ہے۔ ایران نے علاقائی حریف سعودی عرب سے سفارتی تعلقات خراب ہونے کے بعد وہاں اپنا سفارتخانہ بند کر دیا تھا۔ سعودی عرب کے زیر ملکیت العربیہ ٹی وی کے مطابق ریاض میں ایرانی سفارتخانے کے دوبارہ کھلنے کی تقریب میں ایرانی اور سعودی وزارت خارجہ کے نمائندے شریک تھے۔ ایران کے نائب وزیر خارجہ علی رضا بگدلی کا کہنا ہے کہ ”یہ اس بات کی علامت ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات ایک نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔“ واضح رہے کہ تقریباً تین ماہ قبل چین نے دونوں خلیجی ممالک کے تعلقات بحال کروانے میں کردار ادا کیا تھا جس کے بعد سعودی عرب اور ایران نے سفارتی تعلقات کی بحالی پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ اور اس کے نتیجے میں ایران نے سعودی عرب کے شہر ریاض میں سات سال بعد اپنا سفارتخانہ دوبارہ کھول لیا ہے۔ سعودی عرب نے 2016 میں ایران کے ساتھ تعلقات اس وقت منقطع کیے تھے جب تہران میں اس کے سفارت خانے پر ہجوم نے ایک ممتاز شیعہ مسلم عالم کی سزائے موت کے خلاف مظاہرے کیے تھے۔ سعودی عرب میں ایرانی سفارتخانے کا دوبارہ کھولنا ایک ایسے وقت میں ہوا ہے جب امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن سعودی عرب کا دورہ کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ وہ اپنے دورے کے دوران سعودی رہنماؤں سے ایران، تیل کی قیمتوں، خطے میں چین اور روس کے بڑھتے اثر و رسوخ اور سعودی عرب کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے امکان پر تفصیلی تبادلہ خیال کریں گے۔ (بی بی سی لندن)

متحدہ عرب امارات میں حکومت کی ملازمین کو ہفتے میں 4 دن کام کی پیشکش

متحدہ عرب امارت کی حکومت نے سرکاری ملازمین کو ہفتے میں 4 دن کام کی پیشکش کر دی۔ اماراتی میڈیا رپورٹس کے مطابق وفاقی ملازمین یکم جولائی سے ہفتے میں 4 دن کام کرنے کے لیے درخواست دے سکیں گے۔ امارات کی فیڈرل اتھارٹی فور گورنمنٹ ہیومن ریسورسز کے مطابق 4 دن کام کی سہولت سے فائدہ اٹھانے والے ملازمین کو 4 دن میں کام کے 40 گھنٹے پورے کرنا ہوں گے۔ ایک دن میں 10 گھنٹے سے زیادہ کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ سرکاری ملازمین کے لیے پیش کیے گئے ماڈل میں ملازمین کو ملک کے رہتے ہوئے یا ملک سے باہر سے ریموٹ کام کرنے کی اجازت ہوگی۔ یہ پیشکش عارضی اور مستقل ملازمین دونوں کے لیے ہوگی۔ ملازمین کو ہفتے کے باقی 3 دن دوسری جگہ کام کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

تعلیم و روزگار

گزشتہ دہائی میں گلوبل وارمنگ میں اضافے سے متعلق نئی تحقیق

نئی تحقیق نے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے درجہ حرارت ایک بے مثال شرح سے بڑھ رہا ہے۔ جن ممالک نے صفر گرین ہاؤس گیسوں کے منصوبوں کا اعلان کیا، ان میں سے بیشتر اپنے ہدف کے حصول میں پیچھے ہیں۔

جرمن شہر بون میں آٹھ جون جمعرات کے روز اقوام متحدہ کی سالانہ موسمیاتی کانفرنس (سی او پی 28) کے عبوری مذاکرات کے دوران پیش کی گئی ایک نئی تحقیق کے مطابق گزشتہ عشرے کے دوران عالمی حدت میں 1.14 ڈگری سینٹی گریڈ کا اضافہ ہوا ہے۔ اس تحقیق میں متنبہ کیا گیا ہے کہ انسانی سرگرمیوں کے ذریعے بھی گرمی میں 0.2 ڈگری فی دہائی کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس تحقیق میں 2013 اور 2022 کے درمیان کی دہائی کا جائزہ لیا گیا ہے اور اسے ”ارتھ سسٹم سائنس ڈیٹا جریدے“ میں شائع کیا گیا ہے۔ ماحولیات سے متعلق کوششوں کا جائزہ لینے اور 2015 کی پیرس موسمیاتی کانفرنس کے دوران طے کیے گئے اہداف کا موازنہ اور ان کا جائزہ لینے کے لیے عالمی برادری ہر برس سی پی او کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے۔ جمعرات کے روز پیش کردہ ایک جامع جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ عالمی سطح پر جو ممالک گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں زیادہ حصہ ڈالتے ہیں ان میں سے بیشتر کے اسے صفر کرنے سے متعلق منصوبوں میں اعتبار کا فقدان ہے۔ امریکہ اور چین مشترکہ طور پر دنیا میں گرین ہاؤس گیسوں کا تقریباً ایک تہائی اخراج کرتے ہیں اور وہ بھی ان ممالک میں شامل ہیں، جن کے صفر سے متعلق منصوبوں میں فقدان پایا جاتا ہے۔ عالمی سطح پر جو سب سے زیادہ کاربن آلودگی پھیلانے والے ممالک ہیں ان میں سے صرف ایک کے پاس قابل اعتبار منصوبہ ہے اور وہ ہے یورپی یونین۔ دوسرے نمبر پر برطانیہ اور نیوزی لینڈ ہیں۔ بیشتر ممالک 2050 تک کاربن سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا ہدف بنا رہے ہیں جبکہ چین اور بھارت بالترتیب 2060 اور 2070 تک ایسا کرنے کا عہد کر رہے ہیں۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کی اکثریت سب سے کم درجہ بندی کے ساتھ اس فہرست میں سب سے نیچے تھی۔ اور نچلے ترین ممالک کی فہرست میں برازیل، بھارت، جنوبی افریقہ اور انڈونیشیا شامل ہیں۔ عرب ریاستوں جیسے کہ مصر، جس نے پچھلے سال کی سی او پی اجلاس کی میزبانی تھی جبکہ متحدہ عرب امارات جو اس برس کی میزبانی کرنے والا ہے، نے بھی کافی کم اسکور کیا۔ متحدہ عرب امارات نے فوصل ایندھن کے فیز ڈاؤن پر سخت لہجے میں حملہ کرنے کی کوشش کی۔ سلطان احمد الجابر نے اس سے قبل اپنے ایک متنازعہ بیان میں فوصل ایندھن کے اخراج میں کمی کی بات کہی تھی نہ کہ خود اس ایندھن میں کمی کر دی جائے۔ (اے ایف پی، ڈی پی اے)

گیا ایئرپورٹ پر عازمین حج کے لیے کیے گئے انتظامات کا جائزہ

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں اڈیشہ ٹرین حادثہ کے متاثرین کی راحت رسانی کے لیے کٹک، بھونیشور اور بالاسور کا دورہ کر کے لوٹ رہی امارت شرعیہ کی ریلیف ٹیم نے گیا ایئرپورٹ پر عازمین حج کے لیے کیے گئے انتظامات کا جائزہ لیا۔ اس ٹیم میں مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ اور معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی اور محمد عادل فریدی موجود تھے ساتھ میں دار القضاء امارت شرعیہ گیا کے قاضی شریعت مولانا وسیم اختر صاحب بھی تھے، اس ٹیم نے حکومت بہار کی طرف سے حج کنٹرول روم میں تعینات ملازمین جناب محمد ذوالفقار علی، ہارون رشید صاحب، شافعی شمس صاحب اور رضا کار محمد وصی اکرم سے ملاقات کر کے تفصیلات معلوم کی، افسران نے بتایا کہ عازمین کو اسپائس جیٹ کی فلائٹ سے بھیجا جا رہا ہے۔ اب تک تین دنوں میں تین فلائٹ سے 425 عازمین روانہ ہوئے ہیں جن میں 173 خواتین ہیں یہ سبھی فلائٹ گیا سے جدہ گئی ہیں، واپسی مدینہ سے ہوگی، آخری فلائٹ 22 جون کو ہوگی، ابھی روزانہ ایک فلائٹ جا رہی ہے، 18 جون سے 20 جون تک روزانہ دو فلائٹ ہوگی اور 21 اور 22 جون کو تین فلائٹ روزانہ ہوں گی۔ گیا ایئرپورٹ پر حکومت کی جانب عازمین کی سہولت کے لیے میڈیکل کیمپ بھی لگایا گیا ہے اور کنٹرول روم بنایا گیا ہے، ان کے آرام کرنے کھانے پینے اور نماز کے انتظامات بھی کیے گئے ہیں، عازمین کے لیے کیے گئے انتظامات پر امارت شرعیہ کی اس ٹیم نے اطمینان کا اظہار کیا۔

ملک میں بنیں گے 50 نئے میڈیکل کالج، ایک لاکھ کے پار ہوں گی اب ایم بی بی ایس کی سیٹیں

ملک میں آنے والے وقت میں میڈیکل کالج اور ایم بی بی ایس کی سیٹوں میں اضافہ ہونے والا ہے۔ مرکزی حکومت نے اس سال 50 نئے میڈیکل کالج کھولنے کی منظوری دی ہے جن میں 30 سرکاری اور 20 نجی کالج شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی موجودہ کالجوں میں تقریباً 2 ہزار سیٹیں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اب ملک میں ایم بی بی ایس کی سیٹوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ مختلف ریاستوں میں نئے منظور شدہ میڈیکل کالج بنائے جائیں گے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق تلنگانہ میں 13 نئے میڈیکل کالج قائم کیے جائیں گے، آندھرا پردیش اور راجستھان میں پانچ پانچ۔ اس کے علاوہ مہاراشٹر کے لیے چار نئے میڈیکل کالج اور آسام، گجرات، ہریانہ، کرناٹک اور تمل ناڈو کے لیے تین تین کو منظوری دی گئی ہے۔ وزارت صحت کے ذرائع کے اشتراک کردہ اعداد و شمار کے مطابق، مغربی بنگال، اڈیشہ اور جموں و کشمیر کے لیے دو دو کالجوں اور یوپی، مدھیہ پردیش اور ناگالینڈ کے لیے ایک ایک کالج کو منظوری دی گئی ہے۔ ان کالجوں کے کھلنے سے ملک میں یو جی میڈیکل کورسز میں داخلے کے لیے سیٹوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ ہندوستان میں میڈیکل کی نشستیں 1 لاکھ 7 ہزار 658 ہوں گی۔ 8195 نشستوں کا اضافہ ہوگا۔ اس وقت ہندوستان میں کل 702 میڈیکل کالج ہیں۔ بتا دیں کہ این ایم سی نے اس سال 40 کالجوں کی پہچان منسوخ کر دی ہے۔ نیشنل میڈیکل کمیشن کا یو جی بورڈ پانچ سال سے میڈیکل کالج کو تسلیم کر رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

مصیبت زدہ لوگوں کے کام آنا بڑی عبادت: مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کا اعلیٰ سطحی وفد اڈیشہ ٹرین حادثہ کے متاثرین کے درمیان پہونچا، زخمیوں کی خبر گیری اور مہلوکین کے ورثاء سے تعزیت کی

مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ہدایت پر قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کا ایک اعلیٰ سطحی وفد اڈیشہ کے بالاسور میں ہونے والے ٹرین حادثے کے متاثرین کے درمیان پہونچا۔ اس وفد میں امارت شرعیہ کے مفتی مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد عادل فریدی قاسمی اور مولانا صبغۃ اللہ داؤد قاسمی معاون قاضی شریعت دارالقضاء کٹک موجود تھے۔ ان کے علاوہ مقامی معاونین میں جناب حاجی عبدالقدوس صاحب، جناب عبدالباطن صاحب، جناب حافظ مطیع الرحمٰن صاحب، جناب شاہد صاحب ودیگر ذمہ داران موجود تھے۔ امارت شرعیہ کا یہ وفد سب سے پہلے ایمس بھونیشور گیا جہاں مہلوکین کی لاشوں کو رکھا گیا تھا۔ وہاں جاکر مہلوکین کے ورثاء سے مل کر وفد نے انہیں تسلی دی اور اظہار تعزیت کیا ساتھ ہی یہ یقین دہانی کرائی کہ کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو امارت شرعیہ اس کے لیے حاضر ہے۔ وفد نے بہار، اڈیشہ، مغربی بنگال وجھارکھنڈ حکومت کی جانب سے مہلوکین کی شناخت اور ان سے متعلق دیگر امور کی انجام دہی کے لیے تعینات افسران سے مل کر مہلوکین اور زخمیوں کی تفصیلات بھی معلوم کی۔ ساتھ ہی ان کے ساتھ مہلوکین کی شناخت اور انہیں آسانی کے ساتھ ورثاء کے حوالہ کیے جانے نیز لاوارث لاشوں کی تجہیز وتکفین کے تعلق سے تبادلہ خیال کیا۔ اس وفد نے ایس آئی ارون پانڈا، بی ایم سی بھونیشور کے ڈپٹی کمشنر رمیش جنا اور دیگر ذمہ داروں سے ملاقات کی اور ان سے تفصیلات معلوم کیں۔ وفد نے بہار حکومت کی طرف سے تعینات افسران شیام بہاری مینا، آئی ایس، ڈاکٹر کمار آسیش ریل ایس پی مظفر پور، اویناش کمار اوایس ڈی ڈزاسٹر مینجمنٹ ڈپارٹمنٹ حکومت بہار، جناب شہریار اختر ڈی ایس پی ایس ڈی آر ایف، حکومت بنگال کی طرف سے تعینات افسر امت رکشت اے سی پی کولکاتا، حکومت اڈیشہ کی طرف سے تعینات افسر آدتیہ کمار شیٹی ڈی ایس پی سے ملاقات کی۔

وفد نے ایک میمورنڈم بھی کمشنر بی ایم سی کے حوالہ کیا جس میں زخمیوں اور مہلوکین کے ورثاء کے لیے راحت رسانی کے کام، ضروری اشیاء کی فراہمی سمیت ایسی لاوارث لاشوں کی آخری رسومات ادا کرنے کی اجازت مانگی ہے، جن کی شناخت نہیں ہو پائی۔ افسران نے یہ بتایا کہ شناخت کا سلسلہ ابھی چل رہا ہے، ایمس میں اس وقت نواسی لاشیں ایسی ہیں جن کی شناخت نہیں ہو سکی ہے، کیوں کہ لاشیں بری طرح مسخ ہو چکی ہیں اور شناخت کے قابل نہیں ہیں۔ ان کی شناخت کے لیے دعوے داروں اور لاشوں کا ڈی این اے ٹسٹ کیا جا رہا ہے، ڈی این اے کی رپورٹ کی بنیاد پر لاش ورثاء کے حوالہ کی جائے گی۔ افسران نے یہ بھی بتایا کہ اس وقت اڈیشہ کی انتالیس لاشیں ورثاء کے حوالہ کی جا چکی ہیں، بہار کی تینتالیس اور بنگال کی سینتالیس لاشیں ورثاء کے حوالہ ہو چکی ہیں۔ افسران نے یہ بھی بتایا کہ جن لاشوں کی شناخت ہو رہی ہے، ان کو ورثاء کے حوالہ کیا جا رہا ہے، انہیں فوری طور پر معاوضہ کا چیک دیا جا رہا ہے اور ان کو سرکاری ایمبولینس سے ان کے مستقر تک پہونچانے کا مکمل انتظام کیا جا رہا ہے۔ جھارکھنڈ کی تفصیلات نہیں معلوم ہو پائیں اس لیے کہ وہاں کی ٹیم ابھی ایمس نہیں پہونچی تھی۔ امارت شرعیہ کا یہ وفد مہلوکین کے ورثاء سے بھی ملا اور انہیں تسلی دی اور بعض افراد کی نقد امداد بھی کی تاکہ اس کے ذریعہ وہ اپنے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام کر سکیں۔ کئی ایسے افراد بھی ملے جو اپنے رشتہ دار کو مردوں میں تلاش کر رہے تھے، لیکن حکم الٰہی سے وہ رشتہ دار زخمی حالت میں زندہ مل گئے۔ وفد کی طرف سے جناب قائم مقام ناظم صاحب نے ان افراد کی امداد کی اور ان کے زخمی رشتہ دار کے جلد شفایاب ہونے کی دعا کی۔ نیز ان سے وعدہ کیا کہ کسی بھی قسم کی حاجت ہو تو وہ امارت شرعیہ سے رابطہ کریں، ان شاء اللہ امارت شرعیہ ان کی حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس موقع پر قائم مقام ناظم صاحب نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کی یہ ٹیم اس لیے آئی ہے کہ زخمیوں کے علاج ومعالجہ، ان کے تیمارداروں اور رشتہ داروں کو سہولت بہم پہونچانے، مہلوکین کی لاشوں کی شناخت اور ان کے ورثاء کو حوالہ کیے جانے کے سلسلہ میں انسانیت کی بنیاد پر تعاون پیش کرے۔ انہوں نے میڈیا کے واسطے سے سرکار سے اپیل کی کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے رشتہ داروں کی لاشوں کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ان کے رشتے دار کے سلسلہ میں کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے، لاشوں کی فہرست میں بھی ان کے رشتہ داروں کا نام نہیں ہے نہ وہ زخمیوں میں مل رہے ہیں۔ سرکار جلد از جلد ان کی بات سنے اور ان کے رشتہ داروں کو اپنے ذرائع سے تلاش کر کے ورثاء کے حوالہ کرے۔ امارت شرعیہ کا یہ وفد کل کٹک اور بالاسور کے ان مختلف اسپتالوں کا دورہ کرے گا جہاں بڑی تعداد میں مریضوں کا علاج چل رہا ہے۔

جناب قائم مقام ناظم صاحب نے مقامی ذمہ داروں اور نوجوانوں کی ایک ٹیم بھی تشکیل دی ہے جو روزانہ مختلف اسپتالوں میں زخمیوں اور مہلوکین کے ورثاء اور رشتے داروں کا ضروری تعاون اور رہنمائی کرے گی۔ وفد نے راحت رسانی اور مریضوں ومہلوکین کے ورثاء کی خبر گیری کر رہی دوسری تنظیموں مثلاً جمعیۃ علماء ہند، اور دعوت اسلامی کے رضاکاروں اور ذمہ داروں سے بھی تبادلۂ خیال کیا اور کاموں کا جائزہ لیا۔ واضح ہو کہ جناب مولانا صبغۃ اللہ صاحب معاون قاضی دارالقضاء کٹک اور ان کے ساتھ مقامی مخلصین امارت شرعیہ کی ٹیم حضرت امیر شریعت مد ظلہ کی ہدایت پر حادثہ کے اگلے دن سے ہی زخمیوں کی خبر گیری اور ان کے لیے ضروری اشیاء کی فراہمی میں لگی ہوئی ہے۔

قائم مقام ناظم صاحب نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ اگر بھونیشور میں کسی قسم کی پریشانی درپیش ہو تو وہاں جناب سید عب الحسیب صاحب سے ان کے موبائل نمبر 8917408261، کٹک میں جناب مولانا صبغۃ اللہ داؤد قاسمی معاون قاضی شریعت کٹک سے ان کے موبائل نمبر 9658822429، جناب حاجی عبدالقدوس صاحب چیرمین ہیومن رائٹس کمیشن کٹک، موبائل نمبر 9437021182 اور بالیشور میں مولانا عامر صاحب سے ان کے موبائل نمبر 9040266013 رابطہ کیا جائے۔

اڈیشہ ٹرین اکسیڈنٹ کے متاثرین کے بیچ امارت شرعیہ کا ریلیف ورک بڑے پیمانے پر جاری

کٹک اور بالاسور کے مختلف اسپتالوں میں زخمیوں کی مزاج پرسی، ریلیف کٹ کی تقسیم، اہل خیر حضرات متاثرین کی راحت رسانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں: مولانا محمد شبلی القاسمی

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت پر قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں مرکزی دفتر امارت شرعیہ اور ذیلی دارالقضاء کٹک کے ذمہ داروں نیز مقامی مخلصین امارت شرعیہ ورضاکاروں پر مشتمل ایک ریلیف ٹیم اڈیشہ کے بالاسور میں ہونے والے ٹرین اکسیڈنٹ کے متاثرین کے درمیان راحت رسانی کا کام کر رہی ہے۔ مرکزی دفتر سے اس ٹیم میں مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، محمد عادل فریدی اور رضوان انصاری شامل ہیں، ان کے دارالقضاء کٹک کے معاون قاضی شریعت مولانا صبغۃ اللہ داؤد قاسمی اور مقامی مخلصین میں جناب حاجی عبدالقدوس صاحب، بھائی انیس، مولانا شاہد صاحب، امتیاز احمد خان صاحب، بھائی افتخار عرف راجیش، بھائی عاشق علی، شیخ عثمان صاحب سراج بھائی کے علاوہ دیگر رضاکاران شامل ہیں۔ سب سے پہلے اس ریلیف ٹیم نے ایس سی بی میڈیکل کالج واسپتال کٹک کے مختلف وارڈوں مثلاً آرتھوپیڈک، نیوروسرجری اسکرین، آئی ڈپارٹمنٹ، جنرل سرجری، پلاسٹک سرجری، جنرل آئی سی یو، برن آئی سی یو ودیگر ڈپارٹمنٹ میں ایڈمٹ ٹرین حادثہ میں زخمی ہونے والے مریضوں کی مزاج پرسی کی اور انہیں روزمرہ کی ضروریات کے سامانوں، خشک غذاؤں اور مشروبات وغیرہ پر مشتمل کٹ پیش کی۔ اس کے بعد اس ریلیف ٹیم نے بالاسور جہاں حادثہ پیش آیا وہاں کے مختلف اسپتالوں میں ایڈمٹ مریضوں سے ملاقات کر کے ان کی مزاج پرسی کی، ان سے اور ان کے اہل خانہ سے تسلی کے کلمات کہے اور انہیں جلد صحت یابی کی دعا دی، ان کی خدمت میں فوری راحت کے سامان پر مشتمل کٹ پیش کیا اور یقین دلایا کہ امارت شرعیہ آپ کی مصیبت میں آپ کے ساتھ ہے، آگے بھی ہماری کوشش ہوگی کہ آپ کے علاج ومعالجہ کسی طرح کی کوتاہی نہ ہو۔ مختلف وارڈوں میں اڈیشہ، جھارکھنڈ اور بنگال کے علاوہ بہار کے مریضوں کی بھی بڑی تعداد زیر علاج ہے، ریلیف نے فرداً فرداً ان مریضوں اور ان کے اہل خانہ سے مل ان کی عیادت کی۔

اس سے قبل یہ ریلیف ٹیم ایمس بھونیشور میں موجود مہلوکین کے ورثاء سے ملی اور ان سے تعزیت کی، نیز مدد اور رہنمائی کی یقین دہانی کرائی۔ نیز افسران سے مل کر تفصیلات مہلوکین اور زخمیوں کی تفصیلات معلوم کیں اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنے رشتہ داروں کی لاشوں کی تلاش میں بھٹک رہے افراد کو ان کی تلاش میں مناسب رہنمائی کریں۔ اور اپنوں کی تلاش میں سرگرداں پریشان حال لوگوں کی پریشانی کو جلد از جلد دور کریں۔

جناب قائم مقام ناظم صاحب نے بتایا کہ امارت شرعیہ کا ریلیف ورک ابھی جاری رہے گا اور دارالقضاء کٹک کے ذمہ داران کی قیادت میں مقامی رضاکاروں کی ٹیم بھونیشور، بالاسور اور کٹک کے اسپتالوں میں ایڈمٹ مریضوں کی خبر گیری اور ان کی ضروریات کی تکمیل کا کام کرتی رہے گی، نیز اسپتالوں کے مردہ گھروں میں جو لاشیں موجود ہیں، انہیں ان کے اہل خانہ کو سپرد کرنے کے سلسلہ میں بھی ضروری رہنمائی وتعاون کیا جاتا رہے گا۔ ساتھ ہی امارت شرعیہ نے انتظامیہ کی خدمت میں یہ بھی درخواست کی ہے کہ جو لاوارث لاشیں ایسی رہ جاتی ہیں جن کی شناخت نہ ہو سکے خواہ وہ کسی بھی مذہب کے لوگوں کی ہوں وہ ہمارے حوالہ کر دیں تاکہ امارت شرعیہ مقامی رضاکاروں کی مدد سے ان کی آخری رسومات ادا کر سکے۔ اس تعلق سے امارت شرعیہ نے کمشنر بی ایم سی اڈیشہ کی خدمت میں ایک تحریری درخواست بھی پیش کی ہے۔

امارت شرعیہ کی یہ ریلیف ٹیم بالیشور صدر ہاسپٹل میں موجود زخمیوں کی خبر گیری کے لیے بھی گئی، ریلیف ٹیم نے بالیشور میں حکمراں جماعت بیجو جنتا دل کے مقامی ایم ایل اے جناب سوروپ کمار داس سے بھی ملاقات کی اور مریضوں کی تفصیلات معلوم کی اور حکومت کی جانب سے کیے گئے انتظامات کے سلسلہ میں تفصیلی گفتگو کی، امارت شرعیہ کے ذریعہ کیے جا رہے ریلیف ورک کے بارے میں بھی بتایا۔ ایم ایل اے محترم نے امارت شرعیہ کے کاموں کی تحسین کی، ساتھ ہی یہ یقین دہانی کرائی کہ حکومت تمام مریضوں کے علاج ومعالجہ کے بہتر انتظامات کر رہی ہے اور مہلوکین کو پوری تحقیق کے بعد ورثاء کے سپرد کیا جا رہا ہے، ساتھ ہی انہیں معاوضہ بھی دیا جا رہا ہے۔

انہوں نے اہل خیر حضرات اور امارت شرعیہ کے مخلصین ومحبین سے اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اہل خیر حضرات زخمیوں کے تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے طور پر جو ان سے بن پڑے بلا تفریق مذہب وملت ضرور کریں۔ واضح ہو کہ مرکز کی ریلیف ٹیم واپس آچکی ہے، لیکن امارت شرعیہ کا ریلیف ورک دارالقضاء کٹک کے معاون قاضی شریعت جناب مولانا صبغۃ اللہ داؤد قاسمی صاحب کی زیر نگرانی مقامی مخلصین ومحبین امارت شرعیہ اور مقامی رضاکاروں کے ذریعہ جاری ہے، اس لیے جو حضرات امارت شرعیہ کے واسطہ سے متاثرین کی مدد کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا تعاون بیت المال امارت شرعیہ کو پیش کر سکتے ہیں۔ چیک اور ڈرافٹ کے ذریعہ بھی تعاون پیش کر سکتے ہیں، براہ راست امارت شرعیہ کے اکاؤنٹ میں رقم بھیج سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ہندوستان کی پہلی زیرآب ریلوے کا عظیم الشان منصوبہ جو ایک صدی قبل پورا نہ ہوسکا

رواں سال کے آخر میں جب کولکاتا (کلکتہ) شہر کے مسافر انڈیا کی پہلی زیرآب ٹرین میں سوار ہوں گے تو اغلب ہے کہ ان کے ذہن میں بنگال میں پیدا ہونے والے برطانوی انجینئر کا خیال بھی نہیں آئے گا، جس نے ایک صدی قبل اس شہر کے لیے ایک زیرزمین ریلوے کا تصور پیش کیا تھا جو پورا نہ ہوسکا۔

سرہارلے ڈیلریمپل ہے نے 10.6 کلومیٹر (6.5 میل) زیرزمین ریلوے کا تصور پیش کیا تھا جس میں انھوں نے 10 اسٹاپ کی تجویز پیش کی تھی اور کلکتہ کو اس کے جڑواں شہر ہاوڑہ سے جوڑنے کے لیے دریائے ہُگلی کے نیچے ایک سرنگ کی بات کہی تھی جہاں سے ریل گزرے گی۔ بہرحال ناکافی فنڈنگ اور شہر کی ارضیاتی خصوصیات کے بارے میں موجود شکوک وشبہات کی وجہ سے اس عظیم الشان منصوبہ کو کبھی بھی عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا۔

اس کے باوجود اکتوبر 1984 میں کلکتہ انڈیا کا پہلا شہر بنا جہاں میٹرو ریل چلائی گئی، کلکتہ میٹرو انڈیا کی پہلی اور ایشیا کی پانچویں میٹرو ریل تھی۔ ابتدا میں یہ صرف 3.4 کلومیٹر طویل ٹریک تھا اور اس میں پانچ اسٹیشن تھے لیکن یہ آج 26 اسٹیشن والا 31 کلومیٹر پر محیط ایک مصروف نیٹ ورک ہے، جس میں سے نصف حصہ زیرزمین ٹریک ہے۔ اب دسمبر میں یہ میٹرو انڈیا کا پہلا زیرآب سیکشن کھولنے جارہا ہے جو دریائے ہُگلی کو عبور کرے گا۔ دریا کے نیچے جڑواں سرنگیں 520 میٹر لمبی ہیں اور یہ کولکاتا کو ہاوڑہ سے جوڑنے والی میٹرو ریل کے 4.8 کلومیٹر فاصلے کا حصہ ہیں۔ یہ ریلوے ٹریک دریا کے تلے کے 52 فٹ نیچے سے گزرے گا اور جب یہ اپنا کام کرنے لگے گا تو ہر گھنٹے ممکنہ طور پر 3,000 سے زیادہ مسافروں کو لانے لے جانے کا کام کریگا۔ میٹرو کا یہ زیرآب حصہ مشرقی کولکاتا میں ہاوڑہ اور سالٹ لیک کے درمیان ایک طویل لنک کا حصہ ہے جو تقریباً سرہارلے کے 1921 کے ڈیزائن کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن سرہارلے نے صرف ایک میٹرو لائن ڈیزائن نہیں کی تھی، انھوں نے تو کولکتہ کے لیے ایک مکمل زیرزمین ماسٹر پلان ڈیزائن کیا تھا جس کی لائنیں وسطی کولکاتا کے شمال اور دور دراز جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انھوں نے اپنے منصوبے کی تفصیل ''کلکتہ ٹیوب ریلوے'' نامی کتاب میں پیش کی ہے۔ یہ کلکتہ کے پیچیدہ اور احتیاط کے ساتھ مختلف رنگوں سے تیار کردہ نقشوں، مجوزہ میٹرو لائنوں کی ڈرائنگ اور ٹیوب ریل میں آنے والی لاگت کے تفصیلی تخمینوں کا ایک مربوط مجموعہ ہے۔ انجینئر نے تمام سٹیشنوں پر ایسکلیٹرز اور پنکھے لگانے کی سفارش کی تھی۔ سرہارلی نے لکھا: ''ٹرینوں میں اور زیرزمین اسٹیشنوں پر مناسب درجہ حرارت کو برقرار رکھنا بڑا سوال ہے اور سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے، خاص طور پر کلکتہ میں سال کے مخصوص موسموں میں زیادہ درجہ حرارت کے حوالے سے۔'' جب سرہارلے نے کلکتہ کے لیے اپنے منصوبے کا تصور پیش کیا تھا تو اس وقت لندن، پیرس اور نیویارک میں زیرزمین ریلوے پہلے سے چل رہی تھی۔ 10 جنوری 1863 کو میٹروپولیٹن ریلوے نے جب لندن میں پیڈنگٹن (جسے اس وقت بشپس روڈ کہا جاتا تھا) اور فارنگڈن اسٹریٹ کے درمیان زیرزمین ریل چلائی تھی تو وہ دنیا کی پہلی زیرزمین ریلوے تھی۔ اسی طرح دنیا کی پہلی زیرآب سرنگ دریائے ٹیمز کے نیچے ''ٹیمز ٹنل'' کے طور پر جنوری 1843 میں کھولی گئی۔ اسے سر مارک برونیل اور ان کے بیٹے اسمبارڈ نامی ایک انجینئر نے مصروف دریا کے نیچے سے سامان کے نقل وحمل کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ اس کی تعمیر میں ان کے سارے پیسے ختم ہوگئے تھے لہٰذا انھوں نے اسے صرف پیدل چلنے والوں کی دلچسپی کے لیے کھول دیا۔ بہرحال سنہ 1921 تک ٹیمز کے نیچے سڑک کے طور پر گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں کے لیے کم ازکم 10 سرنگیں کام کررہی تھیں۔ لہٰذا جب سرہارلے نے 1921 میں اسے ڈیزائن کیا تھا تو بہت حد تک کلکتہ میں ہگلی کے نیچے ایک سرنگ کی تجویز کوئی بڑی بات نہیں رہ گئی تھی۔

سرہارلے سنہ 1861 میں مغربی بنگال کے بیربھوم ضلع میں پیدا ہوئے، انھوں نے برطانیہ کے شہر ایڈنبرا میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی اور پھر وہ لندن انڈرگراؤنڈ میں شامل ہوگئے۔ انھوں نے بیکرلو لائن، دی ہیمپسٹیڈ ٹیوب اور پکاڈیلی لائن پر کام کیا۔ جب برطانوی ہندوستان پر حکمرانی کرنے والی امپیریل لیجسلیٹو کونسل نے فیصلہ کیا کہ کلکتہ میں ٹیوب ریل ہونی چاہیے تو اس نے 1921 میں سرہارلے کو یہ کام سونپ دیا۔ اگرچہ اس وقت تک کلکتہ انڈیا میں برطانوی راج کا دارالحکومت نہیں رہ گیا تھا، لیکن وہ تجارت کا ایک مصروف مرکز تھا۔ ہاوڑہ میں کارخانے پھل پھول رہے تھے۔ دونوں شہروں میں کام کرنے کے لیے ہندوستان بھر سے لوگ آتے تھے۔ لیکن پبلک ٹرانسپورٹ بہت کم تھی۔ اس وقت کولکتہ اور ہاوڑہ کے درمیان واحد سڑک کا راستہ دریائے ہگلی پر ایک عارضی پونٹون پل تھا۔ عام طور پر دریا عبور کرنے کے لیے کشتیاں ہوا کرتی تھیں۔ اور مشہور ہاوڑہ پل اس کے 22 سال بعد کہیں 1943 میں جاکر کھولا گیا۔ سرہارلے نے کلکتہ میں قدم رکھے بغیر شہر کے لیے ٹیوب ریل ڈیزائن کی۔ انھوں نے ایک اسسٹنٹ کو تمام ضروری معلومات حاصل کرنے اور ایسے سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے بھیجا جس سے وہ کلکتہ اور اس سے ملحقہ میونسپلٹی ہاوڑہ میں ٹیوب ریلوے کی تعمیر کے متعلق رپورٹ تیار کرنے کے قابل ہوسکیں۔ سرہارلے کے مجوزہ نیٹ ورک کے پہلے مرحلے میں مشرقی کلکتہ کے پڑوس میں آباد باگماری کو ہاوڑہ میں بنارس روڈ نامی جگہ سے جوڑنا تھا۔ 35 لاکھ پاؤنڈ کی متوقع لاگت والی یہ میٹرو فنانس کے لحاظ سے بہت زیادہ مہنگی ثابت ہوئی۔ دسمبر 1947 میں جب کہ ہندوستان آزاد ہوچکا تھا تو کلکتہ میونسپل گزٹ نے شہر کے ٹیوب ریل کے خوابوں کے خاتمے کی صفحہ اول پر خبر شائع کی تھی۔

زیرزمین ریل میں شامل اخراجات کے پیش نظر ایک میٹنگ میں ایک میونسپل کونسلر نے کہا: ''اس میں شامل لاگت کی وجہ سے انھوں نے سوچا کہ دریا کے اوپر ہی ریلوے پل ہونا ہی زیادہ بہتر ہے۔'' اس بارے میں بھی شکوک وشبہات تھے کہ آیا کلکتہ کی سیلاب سے جمع کردہ ''ریتیلی، چکنی اور ست مٹی'' ہوگلی کے نیچے سرنگ بنانے کے راستے میں تو نہیں آئے گی۔ اس طرح ہندوستان کی پہلی زیرآب ریلوے کا عظیم الشان منصوبہ سرکاری طور پر دفن ہوکر رہ گیا۔

اگرچہ سرہارلی کے ٹیوب ریل کے منصوبہ پر کبھی عمل درآمد نہیں کیا جاسکا لیکن انھوں نے کولکتہ پر اپنا ایک نقش چھوڑا ہے۔ 1928 میں شہر کی بجلی فراہم کرنے والی کمپنی سی ای ایس سی نے ان سے کولکتہ سے ہاوڑہ کے درمیان بجلی کی تاریں بھیجنے کے لیے ہوگلی کے نیچے سے ایک سرنگ بنانے کو کہا۔ انھوں نے یہ چیلنج اس شرط پر قبول کیا کہ سی ای ایس سی اس کے لیے اس ٹھیکیدار کا استعمال کرے گا جس پر انھیں بھروسہ ہے۔ سی ای ایس سی نے شرط مان لی اور 1931 میں کولکتہ کی پہلی زیرآب سرنگ وجود میں آئی۔ ہگلی کے نیچے سرہارلی کی سرنگ آج تک زیر استعمال ہے۔ بس یہ کہ اس میں سے صرف پاور کیبلز گزرتی ہیں، ٹرینیں نہیں۔ (موتی دیپا بنرجی، کولکاتا؛ بی بی سی لندن)

گنگاندی کے نیچے سے میٹرو کا دلچسپ سفر کب تک کرسکیں گے کلکتہ کے لوگ

کولکاتا میٹرو ریل کارپوریشن لمیٹڈ نے گنگاندی کے نیچے پہلی میٹرو چلاکر تاریخ رقم کردی ہے۔ کولکاتا کے بی بی ڈی باغ اسٹیشن سے ہاوڑہ میدان تک ایسٹ ویسٹ میٹرو کے ٹرائل رن کی تکمیل کے بعد، کولکاتا کے عام لوگ اس کے دلچسپ سفر سے لطف اندوز ہونے کے لیے بے تاب ہیں۔ بھارت کے پہلے زیرآب میٹرو منصوبے کا ٹرائل رن مکمل ہونے پر شہر کے مکینوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ تاہم عام لوگوں کو ندی کے نیچے دلچسپ سفر کا تجربہ کرنے کے لیے اس سال کے آخر تک انتظار کرنا پڑے گا۔

اپریل 2023 میں ایم آر-612 نمبر ریک کا ٹرائل رن مکمل ہوگیا ہے۔ اس کے بعد اگلے سات ماہ تک اس سیکشن پر ٹرائل رن چلے گا۔ ہاوڑہ میدان سے ایسپلانیڈ تک مختلف طریقوں سے میٹرو چلائی جائے گی تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو تو اسے سمجھا جاسکے۔ نومبر کے مہینے تک اس کی تکمیل کے بعد حفاظتی سرٹیفکیٹ حاصل کرلیا جائے گا اور اس سیکشن پر مسافروں کی باقاعدہ خدمات شروع کردی جائیں گی۔ جلد ہی کمشنر آف ریلوے سیفٹی بھی اس سیکشن کا دورہ کریں گے اور جائزہ لیں گے۔ کے ایم آر سی ایل کے تمام ملازمین، انجینئرز جن کی نگرانی میں یہ منصوبہ مکمل ہوا ہے، اس ٹرائل رن سے خوش ہیں۔ یہ بہت دلفریب منظر ہونے والا ہے، اوپر سے دریائے گنگا گزر رہی ہے اور اس کے نیچے سے 33 میٹر نیچے سرنگ سے میٹرو گزرے گی جو اپنے آپ میں ایک بہت ہی دلچسپ تجربہ ہے۔ یہ ہندوستان میں اس طرح کا پہلا منصوبہ ہے جو دریائے گنگا کے نیچے سے گزر رہا ہے۔ ہاوڑہ میدان سے ایسپلانیڈ کے درمیان 4.8 کلومیٹر کے زیرزمین حصے پر ٹرائل رن کے آغاز کے ساتھ، یہ بھی امید ہے کہ تجارتی خدمات بھی اسی سال شروع ہوجائیں گی۔ ایک مرتبہ یہ سیکشن کھل گیا تو ہاوڑہ ملک کا پہلا سب سے گہرا میٹرو اسٹیشن ہوگا۔ ہاوڑہ سے بی بی ڈی باغ اسٹیشن تک کا سفر صرف 45 سیکنڈ میں دریائے گنگا کے نیچے مکمل ہوتا ہے جوکہ اپنے آپ میں نایاب ہے۔ میٹرو کے جنرل منیجر نے کہا کہ یہ مغربی بنگال کے مہتواکانکشی (اہمیت کی حامل) منصوبوں میں سے ایک ہے۔ برسوں سے انتظار تھا جو اب پورا ہونے والا ہے۔ یہ ایک خواب کے سچ ہونے کی طرح ہے۔

اقوام متحدہ نے افغانستان کے لیے امدادی بجٹ میں کٹوتی کی

اقوام متحدہ اور اس کے انسانی بنیادوں پر مدد کرنے والے مختلف ذیلی اداروں نے افغانستان کو سال رواں کے دوران دی جانے والی امداد کے مجموعی بجٹ پر نظرثانی کرکے اس میں تقریباً ڈیڑھ بلین ڈالر کی کمی کردی ہے۔ عالمی ادارے کے انسانی بنیادوں پر امداد کے دفتر کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ عالمی ادارے کے اسی سال لگائے گئے گزشتہ اندازوں میں سال 2023ء کے دوران ہندوکش کی اس ریاست کو مجموعی طور پر 4.6 بلین ڈالر کے برابر امداد دینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اب اس سالانہ مالیاتی منصوبے پر دوبارہ غور کرتے ہوئے اس میں تقریباً 1.4 بلین ڈالر کی کمی کردی گئی ہے۔ یوں افغانستان کو رواں برس اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی اداروں کی طرف سے انسانی بنیادوں پر اب کُل 3.2 بلین ڈالر مالیت کی امداد دی جائے گی۔

عالمی ادارے کے انسانی بنیادوں پر امدادی امور کے لیے رابطہ کاری کے دفتر OCHA کی طرف سے جاری کردہ ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اس بجٹ پلان پر نئے سرے سے غور کرنا ہندوکش کی اس ریاست میں امدادی سرگرمیوں کے لیے بالکل بدلی ہوئی فضا اور طالبان انتظامیہ کی طرف سے امدادی شعبے میں خواتین کے کام کرنے پر لگائی گئی پابندیوں کے باعث ناگزیر ہوگیا تھا۔

افغانستان میں حکمران طالبان کی طرف سے کئی مرتبہ ایسے احکامات جاری کیے جاچکے ہیں، جن کے تحت ملک میں اقوام متحدہ کے مختلف اداروں اور غیرسرکاری تنظیموں کے لیے مصروف عمل مقامی خواتین کارکنوں کے کام کرنے پر پابندیاں لگائی جاچکی ہیں، ان پابندیوں کی وجہ سے اس انتہائی قدامت پسند مسلم اکثریتی ملک میں بہت سی امدادی تنظیموں اور بین الاقوامی اداروں کے لیے وہاں کام کرنا انتہائی مشکل ہوچکا ہے۔

او سی ایچ اے کے جاری کردہ بیان کے مطابق، طالبان انتظامیہ نے افغان خواتین کے اقوام متحدہ اور کئی غیر سرکاری تنظیموں کے لیے کام کرنے پر جو تازہ پابندیاں لگائی ہیں، ان سے وہ پہلے سے پیچیدہ حالات مزید پیچیدہ ہوگئے ہیں، جن میں افغان عوام کی مدد کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اقوام متحدہ کے جاری کردہ بیان کے مطابق افغانستان دنیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے، جہاں انسانی بنیادوں پر امداد کی ترسیل کے حوالے سے بدترین بحرانی حالات پائے جاتے ہیں۔ افغانستان میں دو تہائی سے زیادہ ملکی آبادی کو زندہ رہنے کے لیے انسانی بنیادوں پر امداد کی ضرورت ہے۔ کئی امدادی اداروں کے مطابق عشروں کی خانہ جنگی سے تباہ حال افغانستان کے بارے میں یہ خدشہ بھی ہے کہ وہاں طالبان کی طرف سے تعلیم اور روزگار کے شعبوں میں خواتین پر لگائی گئی پابندیوں کے سبب انسانی بنیادوں پر دی جانے والی امداد آئندہ اور بھی کم ہوجائے گی۔

عالمی ادارے کے جاری کردہ بیان میں یہ نہیں بتایا گیا کہ نظرثانی شدہ بجٹ کے مطابق 2023ء کے آخر تک افغانستان کو انسانی بنیادوں پر 3.2 بلین ڈالر مالیت کی جو امداد مہیا کی جائے گی، اس میں سے کتنی امداد کے لیے مالی وسائل غیرملکی ڈونرز مہیا کریں گے۔

Scanned with CamScanner

حج مساوات اسلام کی تعلیم کا نچوڑ ہے

الحاج حافظ محمد امتیاز رحمانی صاحب

اللہ کے بتلائے ہوئے طریقے پر اس کے گھر کی زیارت کا دوسرا نام حج ہے، یہ اسلام کا چوتھا رکن ہے، نماز، روزہ اور زکوۃ کی طرح اسکی فرضیت بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے، بلکہ ان سب میں یہ نہایت ہی اہم اور عظیم الشان عبادت ہے، اللہ تعالی کی بارگاہ میں ادب و نیاز کی تصویر اور پیکر بن کر جتنا ایک مومن اس عبادت میں حاضر ہوتا ہے، نماز میں بھی نہیں ہوتا ہے، شان محبوبیت کا جس طرح اظہار اس رکن میں ہوتا ہے، گرچہ روزہ میں بھی ہوتا ہے، مگر کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے بے تعلق ہو جانے تک ہی محدود ہے، برخلاف حج کے کہ وہ اس کیفیت کا مکمل مرقع ہے، اس کے تمام تر ارکان ومناسک کا تعلق اللہ تعالی کی شان محبوبیت ہی سے ہے، احرام یعنی سلے کپڑوں اور عمدہ ونفیس لباس کی جگہ ایک کفن نما لباس پہننا اور صرف دو چادروں سے تن پوش کر لینا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، ناخن نہ ترشوانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، خدا کے گھر کے گرد دیوانہ وار چکر لگانا، اس کی در ودیوار سے لپٹ کر آہ وزاری کرنا، پکار پکار کے لبیک کہنا یہ سب وہی اعمال ہیں جو شیفتگان محبت سے بے تابانہ ظاہر ہوتے ہیں۔

مساوات اسلام کی تعلیم کا نچوڑ اور سنگ بنیاد ہے، اس مساوات کو نماز بھی ایک خاص ڈھنگ سے قائم کرتی ہے، لیکن اس کی مکمل جلوہ نمائی اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ حج ہی میں ہوتی ہے، جب امیر، غریب، بادشاہ، فقیر، عالم، جاہل، بوڑھے اور جوان ایک ہی لباس میں، ایک ہی صورت میں، ایک ہی میدان میں، ایک خدا کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، نہ تو کسی کے لیے جگہ کی کوئی خصوصیت ہوتی ہے، نہ آگے پیچھے کی پابندی اور قید۔ اپنے پروردگار کے حضور میں سب ندامت کے آنسوؤں کی بارش میں لرزتی ہوئی زبان اور کپکپاتے ہوئے ہونٹوں سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں، یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں بہت سی عبادتیں داخل ہیں، نماز بھی، قربانی بھی، صدقہ بھی اور نہ جانے کیا کیا ہے، اس عظیم الشان عبادت کی حدیث وقرآن میں بڑی فضیلت آئی ہے، اور استطاعت کے باوجود ادا نہ کرنے پر وعیدیں بھی آئی ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه" جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور اس میں شہوات اور فسق وفجور سے پرہیز کیا وہ اس طرح پلٹا جیسے آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے "ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ومن كفرفان الله غني عن العالمين" اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ، جو اس کے گھر تک پہونچنے کی قدرت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جس نے کفر کیا تو اللہ تعالی تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے، اس آیت میں قدرت رکھنے کے باوجود قصداً حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کی شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو حدیثوں سے ہوتی ہے۔ "من ملك زاداو راحلة تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلاعليه ان يموت يهوديااو نصرانيا" جو شخص زادراہ اور سواری رکھتا ہو جس سے بیت اللہ تک پہونچ سکتا ہو اور پھر حج نہ کرے تو اس کا اس حالت میں یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا یکساں ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے، "من لم يمنعه من الحج حاجة ظاهرة او سلطان جائر اومرض حابس فمات ولم يحج فليمت ان شاء يهودياو ان شاء نصرانيا" جس کو نہ کسی صریح حاجت نے حج سے روکا ہو، نہ کسی ظالم بادشاہ نے، نہ کسی روکنے والے مرض نے اور پھر اس نے حج نہ کیا اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو اسے اختیار ہے، خواہ یہودی بن کر مرے یا نصرانی بن کر مرے۔ اس حدیث کی تفسیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسطرح کی ہے، فرمایا کہ: جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے تو میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگا دوں، وہ مسلمان نہیں ہیں، اللہ تعالی کے فرمان اور رسول ﷺ وخلیفہ رسول کی تشریح سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ یہ کتنا اہم فریضہ ہے۔

ہر اس مسلمان کو جو کعبہ تک جانے آنے کا خرچ رکھتا ہو اور ہاتھ پاؤں سے معذور نہ ہو تو عمر میں ایک مرتبہ اسے لازماً حج ادا کرنا چاہیے، خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں ہو اور خواہ اس کے اوپر بال بچوں اور اپنے کاروبار یا ملازمت وغیرہ کی کیسی ہی ذمہ داریاں ہوں، جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج کو ٹالتے رہتے ہیں اور ہزاروں مصروفیتوں کے بہانے کر کے سال پر سال یونہی گذارتے چلے جاتے ہیں ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے، رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر یہ خیال ہی نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے، دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں، یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں، جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں آتا وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں، جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور وہ جاہل ہیں جو انہیں مسلمان سمجھتے ہیں، ان کے دل میں اگر مسلمانوں کا درد اٹھتا ہو تو اٹھا کرے، اللہ کی اطاعت اور اس کے حکم پر ایمان کا جذبہ تو بہرحال ان کے دل میں نہیں ہے پس اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ جس طرح رمضان کا مہینہ تمام اسلامی دنیا میں تقویٰ کا موسم ہے، اسی طرح حج کا زمانہ بھی تمام روئے زمین میں اسلام کی زندگی اور بیداری کا مہینہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ حج ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے، جو پروردگار کے دربار میں پہونچ کر اور روضہ مقدسہ میں حاضری دے کر عشق رسول میں جانثاری اور مرضی مولی میں مر مٹنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے، چنانچہ حجاج کرام اپنے رفتار وگفتار سے، اپنی حرکات وسکنات سے اور لباس وپوشاک سے اور طواف کعبہ اور وقوف عرفات سے اس کو واضح کرتے ہیں، کہ ہم اپنی جانثاری اور قربانی پیش کرنے کے لیے آگئے ہیں۔ اس موقعہ پر حضرت امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ کی حج سے متعلق ایک تحریر کا اقتباس آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

"جس وقت حاجی حج بیت اللہ کا عزم کرتا ہے اسی وقت سے اس کا تزکیہ شروع ہو جاتا ہے، وہ اللہ تعالی کے احکام کی اطاعت کے جذبہ سے اپنی کمائی ہوئی دولت کا ایک معقول حصہ اخراجات حج کے لئے نکالتا ہے۔ جس سے اس کا بخل اور کنجوسی دور ہوتی ہے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنیکا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر حج کیلئے سفر کرتا ہے، سفر کی مشقتیں برداشت کرتا ہے، راستے کی تمام دقتوں کو برداشت کرتے ہوئے حجاز پہنچتا ہے، جس سے اللہ کی راہ میں مصیبتیں برداشت کرنے اور اپنی جان تک قربان کر دینے کی ہمت پیدا ہوتی ہے اور ان تمام مواقع میں اللہ تعالی کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت ہی اس کے سامنے رہتی ہے۔ جو حاجی ان حالات کے ساتھ حج کا سفر کرتا ہے، حجاز پہنچتے پہنچتے اس کے دل کی زمین ہموار ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی کے گھر کے انوار وبرکات کو قبول وجذب کرنے کی صلاحیت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

حکم دیا گیا کہ جب تم اپنے گھر سے چلو تو اپنی نیتوں کو خالص کر لو، نفسانیت اور شہوات سے اپنے آپ کو پاک کر لو۔ جھگڑے فساد اور برے الفاظ کے استعمال سے بھی پرہیز کرو......حاجی جب احرام باندھتا ہے، تو اپنا تعلق دنیا ومافیہا سے منقطع کرتا ہے، نفسانیت اور خواہشات سے کنارہ کش ہوتا ہے، محبت اور رحم، امن اور سلامتی اخوت ومساوات کے جذبات سے سرشار ہوتا ہے، دماغ اللہ کی توحید کا سودا اور دل اس کے گھر کی زیارت کا شوق لئے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور اس وقت گویا اس کے کان میں حق تعالی کے اس منادی کی آواز آتی ہے جو حج کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کرائی گئی تھی اور اس کے جواب میں وہ لبيك اللهم لبيك الخ کہتا ہے۔ ہر نماز کے بعد، ہر قافلہ سے ملتے وقت، ہر صبح کو بیدار ہو کر، ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے اور پستی میں اترتے وقت اونچی آواز سے پکارتا ہے۔

"میں حاضر ہوں اے میرے پروردگار! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں تعریفیں تجھ ہی کو زیبا ہیں، ساری نعمتیں تیری ہی ہیں، اور بادشاہی بھی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ جب ان جذبات کے ساتھ حج کیا جاتا ہے، تو اسی حج کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه: جس نے للٰہیت اور خلوص کے ساتھ حج کیا اور بے حیائی فسق وفجور سے اپنی عبادت کو آلودہ نہیں کیا، تو وہ حج سے اس طرح پاک وصاف لوٹے گا جیسے ایک نوزائیدہ بچہ اپنی ماں کے بطن سے۔"

سفر حج کی تیاری کیسی ہونی چاہئے اس سلسلہ میں مرشد گرامی مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانیؒ کے مکتوب گرامی جو آپ نے اپنے مخلص مرید جناب الحاج محمد صلاح الدین صاحب پٹنہ کو تحریر فرمایا تھا اسکا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"حج کے سفر کے لیے تیاری ذہنی، قلبی اور عملی تینوں سطح پر ہونی چاہئے۔ ذہنی تیاری صرف سفر پر آمادگی نہیں، بلکہ سفر پر آمادگی کے ساتھ ذہن کو اس عظیم سفر کے لئے ہر طرح تیار کرنا ہے، چاہے وہ عزیز واقارب سے دوری برداشت کرنے کی شکل میں ہو، سفر کی مشکلات پر مطمئن ہونے اور مطمئن رہنے کی شکل میں ہو، "دکھاوا" سے "دور رہنے" کی شکل میں ہو یا ذہن کو اطاعت وعبادت کے لئے ہر طرح آمادہ رکھنے کی شکل میں ہو۔

اسی طرح "دل" کی تیاری بھی ضروری ہے، ہم لوگوں کا دل تو منہاری کی دوکان بنا رہتا ہے، جس میں ہر میل کا مال ہوتا ہو، لیکن اصلاً یہ دل تجلیات ربانی کے مرکز بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس دل کو "صالح" بنانے کا کام سب سے اہم اور سب سے مشکل کام ہے، یہ بھی واقعہ ہے کہ یہ مشکل کام انجام پا جائے، تو پورا نظام جسم "صالح" بن جاتا ہے، اور پھر تجلیات ربانی کے اثرات جسم کے مختلف حصوں میں محسوس ہوتے ہیں۔ "دل کی تیاری" کے لئے مال کی محبت، گھر کی محبت، اولاد کی محبت اور خاندان کی محبت پر قابو پانا ضروری ہے، ساتھ ہی ذکر وفکر، عبادت وتلاوت اور اللہ کی طرف مسلسل توجہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

عملی تیاری کا مرحلہ بھی بہت اہم ہے، اوقات کی پابندی، سنتوں کا اہتمام، اللہ کے رسول کے ہر عمل کو اپنی زندگی میں رچا بسا لینے کا عزم اور اقدام، زبان پر قابو، غیر ضروری گفتگو پر قابو، یہ سب عملی تیاری کا ایک حصہ ہے، ساتھ ہی کتابوں سے، حاجیوں سے یہ سمجھنا بے حد اہم ہے کہ "حج کیسے کریں"۔

حج زندگی کا سب سے قیمتی اور قابل قدر سفر ہے، اس سفر کو پوری احتیاط کے ساتھ ہر لمحہ ناپ تول کر گذارنے کی ضرورت ہے۔ زندگی میں دو ہی سفر اہم ہیں، ایک سفر آخرت، دوسرا سفر حج، جس طرح پوری زندگی سفر آخرت کی تیاری کے لیے ہے، اسی طرح حج کی ادائیگی سے پہلے پہلے تک عزم کے بعد سے ہی حج کی تیاری کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جس کی ذہنی، قلبی اور عملی تینوں سطح پر تیاری ہونی چاہئے، اس کے بغیر حج کا پورا فائدہ اور مکمل ثواب حاجی کو نہیں مل سکتا۔"

بہرحال بیت اللہ جو اسلام کی عالمگیر دعوت کا واحد مرکز ہے، اس کی زیارت انسان کی دینی اور دنیاوی فلاح کا ذریعہ اور مغفرت ونجات کا وسیلہ ہے......... سچ پوچھئے تو حج دھلنے اور صاف ہونے کی بھٹی ہے جس میں بندۂ مومن اپنے آپ کو ڈال کر کدورتوں اور کثافتوں کو دور کرتا ہے۔ اور اپنی باطنی آلائشوں کو صاف کرتا ہے، حج سے فارغ ہو کر باطنی گندگیوں سے صاف ستھرا ہو جاتا ہے، اور نکھر کر سامنے آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ حاجی اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اپنے پیدا ہونے کے دن پاک تھا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کسی حاجی سے ملاقات ہو، تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو، اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، اپنے لئے دعائے مغفرت کی اس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو کر آیا ہے۔

اور ایسے ہی حاجی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : الحج المبرور ليس له جزاء الاالجنة (بخاری) حج مبرور کی جزاجنت هی هے۔

حق تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو حج جیسے اہم فریضہ کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے شرف قبولیت بخشے! آمین!

Scanned with CamScanner

مکاتب تعلیم کے بنیادی مراکز ہیں

خالد سیف اللہ صدیقی

فارسی کا یہ شعر آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

یعنی جب معمار نے پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی، تو ثریا تک جانے والی دیوار ٹیڑھی ہی ہوگی۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مذکورہ شعر میں شاعر نے تعمیری مقصد کے لئے جس کو مرکزی حیثیت سے پیش کیا ہے وہ اینٹ، پتھر، پانی، گارا اور ملازم وغیرہ کے بجائے ''معمار'' ہے۔ شاعر نے ''خشت اول'' رکھنے والا ''معمار'' کو بتایا ہے، اور اس خشت اول کو سیدھی رکھنے کے بجائے ٹیڑھی رکھنے کی صورت میں جو ثریا تک ٹیڑھی دیوار جاتی ہے، اس کا ذمے دار بھی معمار ہی کو مانا ہے۔ یہی حال بچوں کی ابتدائی تعلیم کا ہے کہ وہ خشت اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر وہ مضبوط نہ ہوئی تو اس پر کھڑی ہونے والی تعلیمی سرگرمیوں کی دیوار بھی ٹیڑھی اور کم زور رہے گی، خواہ وہ ثریا کی بلندی کو چھو لے۔

چند روز قبل میں عارضی طور پر ایک چھوٹے سے مدرسے میں حفظ و ناظرہ اور دینیات کے بچوں کو پڑھا رہا تھا، تو مجھے ایسے بہت سے بچوں سے واسطہ پڑا جو پڑھ تو رہے تھے قرآن؛ مگر قواعد کی رعایت ندارد تھی؛ بلکہ وہ سرے سے بنیادی قواعد سے ہی لاعلم تھے۔ میں نے کچھ غصے اور کچھ تعجب کے ملے جلے انداز میں ان سے پوچھا کہ تم نے ''قاعدے'' کس سے پڑھے؟ تو انہوں نے کسی ''قاری صاحب'' کا حوالہ دیا۔ سچ پوچھیے تو میرا جی کرتا تھا ان بچوں کا قرآن بند کرا کے ان کے ہاتھوں میں قاعدے تھما دوں اور تب تک انہیں قرآن پڑھنے نہ دوں جب تک انہیں قواعد خوب مستحضر نہ ہو جائیں! مگر کیا کرتا، میں نہ اس مدرسے کا ذمے دار تھا اور نہ کوئی مستقل استاد ہی۔

غلطی دراصل یہاں پڑھانے والوں کی ہوتی ہے۔ وہ جیسا پڑھائے گا، بچے ویسا ہی پڑھیں گے۔ ہوتا یہ ہے کہ بہت سے (یا اکثر) پڑھانے والوں کے پیش نظر چوں کہ معاش کا حصول ہوتا ہے؛ اس لئے انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ بچہ صحیح پڑھ رہا ہے یا غلط؟ اور یہ کہ بچہ کامیابی کی طرف بڑھ رہا ہے یا ناکامی کی سمت گامزن؟ اسی طرح پڑھانے والے چاہتے بھی ہیں کہ بچے صحیح پڑھیں اور وہ کامیاب ہوں، تو وہ بے فکری اور بے توجہی کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ فکرمندی، شوق و ذوق اور محنت کا ثبوت نہیں دیتے۔ یعنی اول الذکر طبقے کو تو مثبت اور منفی کسی پہلو سے کوئی مطلب نہیں ہوتا اور ثانی الذکر کو اگر چہ مثبت پہلو سے دلچسپی ہوتی ہے، مگر وہ کوشش، محنت اور مطلوبہ جدو جہد سے گریز پا ہوتے ہیں۔

اس غفلت اور لاپروائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر بچہ ناظرہ پڑھ کے آگے نہیں پڑھتا اور وہ کسی اور مشغلے میں لگ جاتا ہے تو وہ کبھی اپنا قرآن درست نہیں کر پاتا۔ پوری زندگی یوں ہی غلط سلط قرآن پڑھتا رہتا ہے، اور اگر بالفرض ناظرے کے بعد بھی وہ آگے تعلیم جاری رکھتا ہے، تو بھی وہ قرآن کو غلط پڑھتا رہتا ہے، بہت مشکل سے جا کر ہی کہیں قرآن صحیح ہو پاتا ہے؛ لہٰذا بچوں کو شروع ہی سے قواعد کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھانے کا اہتمام ہونا چاہیے اور اس حوالے سے کسی طرح کی لاپروائی اور غفلت شعاری کا روادار نہ ہونا چاہیے۔

دوسری چیز ہے تحریر۔ اس کی اہمیت و افادیت سے آپ واقف ہیں۔ تحریر کے سلسلے میں یہ کوتاہی عام ہے کہ بہت سے اساتذہ خود بھی خوش خطی اور درست نگاری کا اہتمام نہیں کرتے۔ لاپروائی سے جیسے تیسے لکھ کر بچوں کے حوالے کر دیتے ہیں، اور اگر کچھ لوگ اس کا اہتمام کرتے بھی ہیں، تو وہ اس کی فکر نہیں کرتے کہ بچے مشق کیسے کر رہے ہیں؟ آیا وہ خانہ پری کے طور پر جوں توں کام کو نمٹا لیتے ہیں یا مستعدی اور فکرمندی کے ساتھ مشق کرتے ہیں؟ نتیجہ یہ ہے کہ وہی بہت سے بچے پڑھ لکھ کر عالم فاضل بن جاتے ہیں؛ مگر تحریر ایسی ہوتی ہے جیسے کسی بچے کی۔ کیا خوش خطی اور درست نگاری ایسی معمولی اور غیر اہم چیز ہے کہ اس کے لئے ذرا بھی فکرمندی سے کام نہیں لینا چاہیے اور پوری زندگی جیسے تیسے قلم گھسیٹتے رہنا چاہیے؟ خوش خطی اور درست نگاری کے حوالے سے معروف ادیب و قلم کار اور انشا پرداز مولانا نور عالم خلیل امینی کی کتاب کے ایک دو اقتباسات ملاحظہ ہوں:

''پہلے کے علماء اور اہل قلم کی تحریر بہت پاکیزہ اور پرکشش ہوتی تھی۔ ایک قاری کو خواہ مخواہ بھی اسے پڑھنے کی خواہش ہوتی تھی''۔ (حرف شیریں: 86)، حسن خط انسان کا بہت خوبصورت زیور ہے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ کسی پڑھے لکھے آدمی کے لئے زیبا نہیں کہ وہ بدخطی کے مرض میں مبتلا ہو۔ اگر خدانخواستہ مبتلا ہو تو اسے ''زود اثر دواؤں'' کے ذریعے اس کا ازالہ کرنا چاہیے۔ طالب علمی کے زمانے میں، میں حسن خط کا اس درجہ رسیا تھا کہ جس طالب علم؛ بلکہ عالم کا برا خط دیکھتا تھا، تو مجھے اس کے علم کے متعلق بدظنی ہو جایا کرتی تھی اور مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ اس کو کچھ بھی اتا پتا نہیں ہے، یہ جاہل مطلق ہے۔ جب اس نے اپنا خط تک درست نہیں کیا، سطریں ٹیڑھی میڑھی ہوتی ہیں، حد یہ کہ املا تک درست نہیں ہے، تو اس نے خاک پڑھا ہوگا! لیکن بعد میں میرا یہ نظریہ تبدیل ہو گیا جب کثرت نگارش کی وجہ سے میری اپنی تحریر بھی خامی آلود ہو گئی اور بعض خاصے اہل علم کی بدخطی کا بھی تجربہ ہو گیا؛ لیکن اس کے باوجود بدخطی اور املائی غلطیاں میرے حلق سے نیچے نہیں اترتیں اور کسی بدخط فاضل کے متعلق تاہنوز اپنے ''عقیدے'' کی کوئی تصحیح نہیں کر سکا ہوں۔ پتہ نہیں، کیوں میرا یہ یقین ہے کہ بدخطی اندرونی نفسیاتی اور ذہنی خامیوں، انتشار اور بے ترتیبی کی عکاس ہوتی ہے''۔ (حرف شیریں: 86)

خلاصہ یہ کہ بچوں کی پڑھائی اور لکھائی دونوں بڑی فکرمندی اور محنت کی طالب ہوتی ہیں۔ اگر اس حوالے سے ذرا بھی بے توجہی اور لاپروائی برتی گئی تو بچوں کی بنیادیں کمزور اور ناپختہ رہ جائیں گی اور نتیجتًا ان کی تعلیمی بہتری خاطر خواہ نہ ہو سکے گی۔

نیکیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

یہ حقیقت ہے کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، آدمی نیکی کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں وہ برائی سے بچ جاتا ہے، اس کی نیکیاں خود اسے برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے، اس لئے اعمال صالحہ کا خوب اہتمام کیا جائے جن میں نماز سمیت تمام احکام شرع جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق ہیں، سارے کے سارے اعمال حسنہ میں داخل ہو جاتے ہیں، جن میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور روز آخرت کا یقین، جنت دوزخ کے اچھے برے احوال، نیکیوں پر ثواب اور برائیوں پر گناہ، اسی طرح حقوق العباد میں اہل و عیال، ماں باپ، بھائی بہن، چچا، پھوپھی اور اصولی اور فروعی تمام رشتہ داریاں بلکہ بحیثیت ایک مسلمان کے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، جو ان کو اخوت اسلامی کی لڑی میں جوڑ دیتی ہے، فرمایا: ''المسلم أخو المسلم ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اور بحیثیت انسانیت اور ایک باپ آدم کی اولاد کی حیثیت ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الخلق عیال اللہ فی الأرض، أحب الخلق إلی اللہ من أحسن إلی عیالہ ''تمام کی تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ بھائی کرے۔ اسی لئے فرمایا، کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کوئی کسی سے حسد نہ کرے، کوئی کسی کو ذلیل نہ کرے، تم آپس میں بھائی بھائی ہو جائیں، نیکی، بھلائی، اچھائی، سچائی، برائی، جھوٹ، دھوکہ دہی، کذب بیانی سب برابر نہیں ہو سکتے، ارشاد خداوندی ہے ''دھوپ اور سایہ برابر نہیں ہو سکتے'' اسی طرح اچھائی کی راہ پر چلنے والا اور برائی کی راہ کو اپنانے والا برابر نہیں ہو سکتے، جھوٹ بولنے والا، دھوکہ دینے والا، دغاباز، کمینہ اور سچ بولنے والا، امانت داری کا لحاظ کرنے والا، دیانت دار، راست باز سب برابر نہیں ہو سکتے، بلکہ نیکیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں۔ نیکی برائی پر غالب آتی ہے۔

اسی لئے احادیث مبارکہ میں وارد ہے کہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر وہ پانچ نمازیں پڑھے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جیسا کہ یہ پتے گرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرمائی: ''إن الحسنات یذہبن السیئات'' (سورہ ہود: 411) نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (مسند احمد، حدیث: 23707)

اور ایک روایت میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہر نماز اپنے اگلے گناہ کو معاف کر دیتی ہے ''کل صلاۃ تحط ما بین یدیہا من خطیئۃ'' (مسند احمد، حدیث: 23503)

اور ایک روایت میں ہے: فرمایا کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص میری طرح ایسا ہی وضو کرے اور کھڑا ہو کر ظہر کی نماز پڑھے تو فجر اور ظہر کے درمیان کے گناہ معاف ہو جائیں گے، پھر عصر کی نماز پڑھنے پر ظہر اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف ہو جائیں گے، پھر مغرب کی نماز پڑھنے پر عصر اور مغرب کے درمیان اور پھر عشا کی نماز پڑھنے پر مغرب اور عشا کے درمیان کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ وہ ساری رات کروٹیں بدلتا رہے اور کھڑا ہو کر وضو کر کے فجر کی نماز پڑھ لے تو فجر اور عشا کے درمیان کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور یہ وہی نیکیاں ہیں جو گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت یہ تو حسنات ہیں باقیات (جن کا تذکرہ قرآن میں بھی آتا ہے وہ) کیا چیز ہیں؟ فرمایا وہ یہ کلمات ہیں۔ لاالہ الا اللہ و سبحان اللہ والحمدللہ و اللہ اکبر ولاحول ولاقو الا باللہ۔

اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا: ''إن اللہ لا یمحو السیء بالسیء، ولکنہ یمحو السیء بالحسن' ' (مسند احمد، حدیث: 3672) اللہ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، بلکہ اچھائی سے برائی کو مٹاتا ہے۔

اسی کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمایا کہ: ''میں نے نئی نکی سے جو پرانی برائی کی جگہ کی جائے طلب اور پانے کے اعتبار سے کوئی چیز اس سے بہتر نہیں دیکھی، کیوں کہ ارشاد باری عزوجل ہے ''إن الحسنات یذہبن السیئات'' (معجم الاوسط للطبرانی: حدیث: 12798)

اسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے نصیحت فرمائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی سے ڈر جب تجھ سے برا عمل صادر ہو جائے تو اس کے بعد نیک عمل کر، وہ اس برائی کو ختم کر دے گا، راوی کا بیان ہے کہ میں عرض کیا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا ''لا إلہ إلا اللہ ''نیکیوں میں شامل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو سب سے افضل اور بڑی نیکی ہے ''ھی أفضل الحسنات'' (مسند احمد، حدیث: 21354)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص گناہوں کے بعد نیکیاں کرتا ہے، اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کے جسم پر لوہے کی تنگ زرہ ہو، جس کی وجہ سے اس کا گلا گھونٹا جاتا ہو، اس کے نیک عمل کی وجہ سے اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اس طرح اس کی ساری گرہیں کھل جاتی ہیں۔ ''حتی تنحل عقدہ کلھا'' (مسند احمد، حدیث: 70307)

اس طرح اور دیگر روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، نیکیوں کا انجام دینا یہ برائیوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہوا کرتا ہے، اسی کو فرمایا: ''إن الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر'' (نماز بے حیائی اور برائی سے روک دیتی ہیں) اور ایک شخص کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا کہ وہ رات میں چوری کرتا ہے اور دن میں نماز پڑھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سینھاہ ما یقول'' (اس کی یہ نیکی اور نماز اس کو اس برائی سے روک دے گی)۔

اس لئے برائی کے خاتمہ کے لئے نیکیاں کی جائیں، ظلمت کو ختم کرنے کے لئے روشنی، دھوپ کو ختم کرنے کے لئے سایہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے، تو اسی طرح برائیوں اور بے حیائیوں کے خاتمہ کے لئے نیکی کی روشنی لانی ہوگی۔

Scanned with CamScanner

صدر جمہوریہ کے قانونی اختیارات

خواجہ عبدالمنتقم

جس طرح گھر کے بڑے کو فیملی کا ہیڈ کہا جاتا ہے اور سب اس کا بے حد احترام کرتے ہیں، اسی طرح ملک کا بھی ایک ہیڈ یا سربراہ ہوتا ہے، جسے ہم عوامی جمہوریہ میں صدر یا راشٹر پتی اور ملک کا اول شہری کہتے ہیں۔ انھیں بھی فیملی کے ہیڈ کی طرح ملک کا عاملانہ سربراہ ہونے کے ناطے کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ آئین کی دفعہ 53 کے مطابق صدر ملک کے انتظامی ہیڈ یا سربراہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے عاملانہ اختیارات کا استعمال اپنے ماتحت عہدہ داروں کی وساطت سے ہی کرتے ہیں۔ البتہ انھیں اپنے بیشتر اختیارات کا استعمال وزرا کونسل، جس کے سربراہ وزیراعظم ہوتے ہیں، کے مشورہ سے ہی کرنا پڑتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا مبالغہ آرائی نہ ہوگا کہ یونین لیجسلیچر یا پارلیمنٹ کے حوالے سے صدر کو حیثیت سر بفلک حاصل ہے۔ وہ کبھی بھی پارلیمنٹ کا اجلاس بلا سکتے ہیں اور پارلیمنٹ کو تحلیل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ انھیں آئین کے تحت حاصل مختلف النوع اختیارات بھی حاصل ہیں، جن کی بنیاد پر یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر وہ وزیراعظم کی طرح بااختیار نہیں تو اتنے بے اختیار بھی نہیں کہ انھیں محض ربراسٹامپ کہا جائے۔

جس طرح ہمیں برطانیہ کے دیگر قوانین، وراثت میں ملے ہیں، اسی طرح ہمیں صدر مملکت کے حوالے سے بھی بہت سی برطانوی روایات ورثے میں ملی ہیں جن میں سے بیشتر کو تو خود آئین میں شامل کر لیا گیا ہے۔ ہمارے ملک کے صدر برطانیہ کے بادشاہ یا رانی کی طرح آئینی سربراہ ہوتے ہیں۔ مجوزہ قانون سے متعلق بل صدر کی منظوری کے بغیر قانون کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ ان کی منظوری اور مابعد سرکاری نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد ہی وہ لاگو ہوتا ہے۔ صرف یہی نہیں اگر پارلیمنٹ نہ چل رہی ہو اور کوئی قانون بنانا ضروری ہو تو وہ آئین کی دفعہ 123 کے تحت پارلیمنٹ کے وقفہ کے دوران آرڈی نینس جاری کر سکتے ہیں بشرطیکہ انھیں یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ واقعی ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ آرڈی نینس جاری کیا جائے۔ یہ بات دوسری ہے کہ وہ اپنی رائے کیبنٹ کی دی گئی صلاح کی بنیاد پر ہی قائم کرتے ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہیں ہوگا کہ جہاں ہمارے ملک جیسا جمہوری نظام قائم ہے، وہاں کسی بھی صدر کو اتنے اختیارات حاصل نہیں، جتنے ہمارے صدر کو حاصل ہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ صدر کو بیشتر فیصلے وزرا کے مشورے سے ہی کرنے پڑتے ہیں۔

ہمارے صدر کو دیگر اختیارات کے ساتھ ساتھ یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ مجرموں کی سزا معاف کر دیں، کم کر دیں، تبدیل کر دیں یا ملتوی کر دیں۔ ناناوتی بنام ریاست بمبئی (اے آئی آر 1961 ایس سی 112)، کیہر سنگھ بنام یونین آف انڈیا ((اے آئی آر 1989 ایس سی 653))، ریاست پنجاب بنام جوگیندر سنگھ (اے آئی آر 1989 ایس سی 653) والے معاملوں میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ دفعہ 72 کے تحت صدر کے اختیارات اس کے اختیار تمیزی میں آتے ہیں اور عدالتوں کو اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ وہ نفس معاملہ کے لحاظ سے کیے گئے صدر کے فیصلہ میں کسی طرح کی مداخلت کریں اور ان کو ایسے معاملات میں بہت ہی محدود عدالتی نظر ثانی کا اختیار حاصل ہے۔ اس کے علاوہ گروسوامی بنام ریاست تمل ناڈو والے معاملے (1991 کریمنل لاء جرنل 1890) میں مدراس ہائی کورٹ نے صدر کے عہدے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ فیصلہ دیا تھا کہ صدر کا عہدہ انتہائی پروقار عہدہ ہے۔

یہ مانا کہ دفعہ 74 کے تحت صدر جمہوریہ اپنے کارہائے منصبی انجام دیتے وقت وزرا کی کونسل کے مشورے کے مطابق ہی کام کرتے ہیں لیکن اس کونسل کے سربراہ تو وزیراعظم ہی ہوتے ہیں لیکن اگر صدر کو کسی بھی معاملے میں شک ہو یا وہ یہ سمجھتے ہوں کہ کونسل نے صحیح سفارش نہیں کی ہے تو وہ کونسل سے معاملے پر دوبارہ غور کرنے کے لیے کہہ سکتے ہیں لیکن کونسل کے دوبارہ دیے گئے مشورے کی مزید نظر ثانی کی گنجائش نہیں ہے اور صدر ایسی صورت میں کونسل کے مشورے کے مطابق عمل کریں گے۔ شمشیر بنام ریاست پنجاب والے معاملے (اے آئی آر 1974 ایس سی 2092) میں بھی سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ دفعہ 74(1) کی توضیعات کے مطابق صدر کیبنٹ کے مشورے کے مطابق کارروائی کریں گے۔ ان تمام محدود اختیارات کے باوجود انھیں محض ربر اسٹاپ یا نام نہاد سربراہ نہیں کہا جا سکتا۔

ماضی میں رونما ہونے والے واقعات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ہمارے کئی صدور نے خاص کر راجندر پرشاد اور ڈاکٹر رادھا کرشنن نے کتنے ہی معاملات میں خاص کر قانون سازی کے معاملات میں اپنی بات منوائی اور سرکار کو ان کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ان کی مجوزہ ترامیم کو ماننا پڑا۔ ہمارے ملک کے ساتویں صدر گیانی ذیل سنگھ نے تو 1986 میں مندرجہ بالا التزام ہونے کے باوجود امریکی صدر کی طرح اپنے پاکٹ ویٹو کا استعمال کرتے ہوئے پوسٹ آفس (ترمیم) بل کو وزراء کونسل کو دوبارہ غور کرنے کے لیے نہیں بھیجا اور اسے زیر التوا رکھا۔ کیا ایسی صورت میں صدر کو ربر اسٹامپ کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ صدر کے اختیارات کی مندرجہ بالا تفصیل محض اشارتی ہے ورنہ انھیں دیگر عاملانہ و غیر عاملانہ امور میں اور بھی اختیارات حاصل ہیں جن کی تفصیل خصوصی طور پر آئین کے جز 5 میں یونین سے متعلق باب-1 میں شامل دفعات میں دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں صدر کو اپنا عہدہ سنبھالتے وقت مندرجہ ذیل عبارت پر مشتمل حلف لینا ہوتا ہے جو اس بات کا معتبر ثبوت ہے کہ انھیں آئین کے تحت نہایت اہم ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

''میں الف۔ ب۔، خدا/ ایشور کے نام سے حلف اٹھاتا ہوں/ اقرار صالح کرتا ہوں کہ میں بھارت کے صدر کے عہدے کے فرائض (یا صدر کے کارہائے منصبی) کو وفاداری کے ساتھ انجام دوں گا اور حتی المقدور آئین اور قانون کو برقرار رکھوں گا اور اس کی حفاظت و مدافعت کروں گا اور بھارت کے لوگوں کی خدمت اور فلاح و بہبود کے لیے اپنے آپ کو وقف کروں گا۔''

وزیراعظم بھی اپنے عہدے کا حلف لیتے وقت یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ بھارت کے آئین پر اعتقاد رکھیں گے اور اپنے فرائض ایمانداری اور دیانت داری سے انجام دیں گے اور سب کے ساتھ آئین اور قانون کے بموجب بلا خوف یا رعایت عناد یا شفقت انصاف کریں گے۔

اگر حکومت شہریوں کی آزادی یا حقوق بشمول بنیادی حقوق یا مفاد عامہ کے دیگر معاملات میں مبینہ طور پر نامناسب دخل اندازی کرتی ہے تو بھی ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ صدر سے ہی رجوع کرتے ہیں اور صدر حکومت کو، اگر وہ یہ سمجھیں کہ واقعی صورت حال ایسی ہے کہ حکومت کو عقبی و اصلاحی کارروائی کے لیے کہا جائے تو وہ کتنے ہی معاملوں میں حکومت کی توجہ grey areas کی جانب مبذول کراتے رہے ہیں اور حکومت نے ان کی صلاح کبھی مانی ہے، کبھی نہیں۔

قربانی کا فلسفہ

مولانا ضیاء الرحمٰن طالع پوری

تاریخ اسلام میں ماہ ذی الحجہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں امت مسلمہ کے مؤسس و مورث اعلیٰ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے اللہ کے حضور پیش کر کے اپنی سچی وفاداری اور کامل تسلیم و رضا کا ثبوت دیا اور عشق و محبت کے اس امتحان میں کامیاب ہوئے اور اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے مژدہ سے سرفراز ہوئے، رسم عاشقی کی یہ ادا عند اللہ ایسی مقبول ہوئی کہ تا قیامت وہ تاریخی یادگار قرار پائی کہ مناسک حج کی اجتماع گاہ اول درجہ کی یادگار ہے، جہاں یہ واقعہ قربانی پیش آیا تھا اور ہر اسلامی شہر و بستی میں تقریباً عید الاضحیٰ نماز و قربانی دوسرے درجہ کی یادگار ہے اور امت مسلمہ کے لئے تجدید عہد و وفا کا درس ہے کہ اسلام کی حفاظت و صیانت اور رضائے الٰہی کے لئے اپنے بیٹے کو بھی راہ خدا میں نثار کرنا پڑے تو بھی اس سے دریغ نہ کرو مگر افسوس آج یہ فلسفہ اور یہ پیغام طاق نسیان کی نظر ہو چکا ہے اور زمانہ کی مادیت و الحاد کی آگ نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا ہے۔

قربانی کی حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتا، مگر رحمت الٰہی کو یہ گوارہ نہ ہوا اس لئے اس نے حکم دیا کہ تم جانور ذبح کر دو، ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے خود اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ چنانچہ خلیل اللہ علیہ السلام کو منامی حکم ہوا کہ آپ اپنے فرزند ارجمند کی قربانی پیش کریں، فرزند بھی کیسا بڑی تمناؤں کا ثمرہ، بڑھاپا کا آسرا، معصومیت کا پتلا، یہ ایک سخت امتحان تھا اور ایک کٹھن مرحلہ تھا، کیوں کہ انسان کو اپنی قربانی پیش کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ اپنی اولاد کو اپنی نگاہوں کے سامنے اپنے ہاتھوں قربان کرنا۔ خلیل اللہ کا جگر تھا کہ محبت طبعی پر اطاعت الٰہی کو مقدم رکھا، فرمان الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منی کے منحر میں لے گئے اور حکم الٰہی سنایا، ہونہار فرزند نے امر الٰہی کی تکمیل میں بے مثال جاں نثاری کی تاریخ رقم کر دی، افعل ما تؤمر سے اپنی آمادگی اور راہ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کو تیار ہو گئے، رب رحیم کو خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کی یہ ادا بہت پسند آئی اور ہمیشہ کے لئے اپنے ماننے والوں کو راہ خدا میں جانور ذبح کر کے بے مثال تعمیل حکم کی یاد کو ہمیشہ کے لئے تازہ رکھا جس میں محبوبات نفس جان و مال، اولاد و عزت کو رضائے الٰہی کے لئے قربان کرنے کا درس ہے، ارشاد خداوندی ہے، اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (توبہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کی جنت کے بدلے خرید لیا ہے، غرض ہمیں ہر چیز مٹانی ہوگی، تب کہیں جا کر بندگی کا اظہار ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتے ہیں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ.

آج پوری قوم کی مجموعی حالت یہ ہے کہ ہم قربانی تو بصد شوق کرتے ہیں اور بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن وہ صرف ایام قربانی تک اور یہ بھول جاتے ہیں کہ آخر قربانی کیوں واجب ہوئی اس کے مقاصد کیا ہیں اس کے تقاضے کیا ہیں؟ قربانی کوئی رسم نہیں، بلکہ ایک عبادت ہے۔ حکم الٰہی کی تعمیل کو سرو چشم قبول کرنے کا عظیم درس ہے۔

سال کے ماہ و ایام میں جمعہ، رمضان المبارک، شب قدر اور شب براءت کو دوسروں پر خاص فضیلت حاصل ہے، اسی طرح عشرۂ ذی الحجہ کو بارگاہ قدس سے رحمت خاصہ کے ذریعہ فضیلت بخشی گئی ہے۔ عمل عاشقانہ حج کو بھی انہی ایام کے ساتھ مختص کیا گیا ہے جس میں لاکھوں بندگان خدا کو جوار رحمت سے نوازا جاتا ہے اور ان کی معافی کا عام اعلان کیا جاتا ہے، دینی و دنیاوی خیر و فلاح کا ضامن عمل حج جن خوش قسمت ہستیوں کے مقدر میں ہے، منی، عرفات اور مزدلفہ کی برکات کو اپنے دامن میں سمیٹے انعام کے ساتھ بخشے بخشائے رحمت الٰہی سے دامن بھر کر لوٹتے ہیں۔ مگر رحمت الٰہی نے اپنے کمزور بندوں کو بھی اس سے محروم نہیں رکھا، بلکہ اپنے مقام پر رہتے ہوئے اپنی رحمت سے فیضیاب ہونے کا موقع دیا۔ حدیث شریف میں ہے: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو عمل صالح جتنا ان دس دنوں (یعنی ذی الحجہ کے پہلے دس دن) میں محبوب ہے، اتنا دوسرے کسی دن میں نہیں۔ موسم رحمت کی ان پھواروں سے اپنے دامن کو تر کرنے والے بڑے سعادت مند ہیں مگر ایسے سعادت مندوں کی تعداد معدودے چند ہیں، ضرورت ہے کہ امت کے عام افراد کی عنان توجہ اس کی طرف مبذول ہو اور اس کا جذبہ پیدا ہو اور اس کی قدر دانی کی توفیق شامل حال ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان ایام میں اپنی دریائے رحمت کے دہانے کھول دیے ہیں، اس کے روزہ کا ثواب ایک سال کے روزہ کے برابر اور اس کی شب کی عبادت کا ثواب شب قدر کی عبادت کے برابر قرار دیا ہیں، نویں ذی الحجہ (یوم عرفہ) کو نفلی روزہ کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن جو شخص روزہ رکھے تو مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ لہٰذا مسلمان جتنا بھی ان ایام میں نیک عمل کر سکے ضرور کرے اور رب کریم کی رضاء کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنا آسان فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

بقیہ صفحہ اول

اسی طرح بلا کسی تحقیق اور خود حکومت کے ریکارڈ کے برخلاف مدارس کو دہشت گردی سے جوڑا جارہا ہے۔ بورڈ اس طرز عمل کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

8- بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے کہ مسلمان ہونے کا مطلب اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کے حوالہ کردینا ہے۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہم سب کا فریضہ ہے کہ ہم شریعت کے قانون پر عمل کریں، عورتوں کے ساتھ انصاف، بزرگوں کے ساتھ حُسن سلوک، شادی بیاہ میں فضول خرچی سے پرہیز اور سادگی کا لحاظ رکھیں، اپنے معاملات کو اپنے قاضیوں، مذہبی رہنماؤں کے سامنے رکھ کر اپنے تنازعات حل کریں، شریعت نے جن باتوں کو حرام اور گناہ قرار دیا ہے، ان سے بچیں، چاہے قانون میں اس کی ممانعت نہ ہو، جیسے: نشہ، نکاح کے بغیر مرد وعورت کا جسمانی تعلق، سود، ہم جنسی، شوہر یا بیوی سے بے جا طریقہ پر پیسہ وصول کرنا، طلاق کے بعد بھی بیوی کو اپنے ساتھ رہنے پر مجبور کرنا، یہ ساری باتیں کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتیں اور نہ ہی ملک کا قانون ہمیں اس پر مجبور کرتا ہے، چاہے قانون کسی خلاف شریعت بات کی اجازت دیتا ہو اور اس میں کسی شخص کا کتنا ہی فائدہ کیوں نہ ہو لیکن ایک مسلمان کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

9۔ بورڈ عام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نکاح کے لئے بورڈ کے مرتب کردہ نکاح نامہ کا استعمال کریں، جس میں زوجین کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور جس میں عاقدین کے لئے اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ وہ اپنے باہمی نزاعات کو حل کرنے کے لئے دارالقضاء یا محکمہ شرعیہ کو ثالث بنائیں۔ اگر سماج اس نکاح نامہ سے فائدہ اٹھائے اور اس میں شامل ثالثی پر عاقدین دستخط کردیں تو اس سے بڑا فائدہ ہوگا، طلاق کے واقعات کم ہوں گے، عورتوں کے حقوق کی حفاظت ہوگی، اگر ان کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو آسانی کے ساتھ کم خرچ میں ان کے اختلافات حل ہو سکیں گے۔ بورڈ کی جانب سے آسان اور مسنون نکاح مہم جاری ہے اور بحمد للہ اس کے بہت اہم اور مفید اثرات سامنے آرہے ہیں۔ بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانان ہند سے گزارش کرتا ہے کہ وہ اس مہم میں بھرپور حصہ لیں۔ یہ وقت کا ایک اہم تقاضہ ہے اور ہمارا شرعی واخلاقی فریضہ بھی۔

10 ۔ مذہب اور عقیدہ کا تعلق انسان کے یقین اور ضمیر سے ہے، کسی مذہب کو اختیار کرنے کا حق ایک فطری حق ہے، اسی بنا پر ہمارے دستور میں اس حق کو تسلیم کیا گیا ہے اور ہر شخص کو کسی مذہب کو اختیار کرنے یا اس کی تبلیغ کی آزادی دی گئی ہے؛ البتہ اس کے لئے زور زبردستی اور مالی تحریص ایک نامناسب بات ہے؛ لیکن حالیہ برسوں میں ملک کی مختلف ریاستوں میں ایسے قوانین لائے گئے اور مزید ریاستوں میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے، ان کا مقصد ملک کے شہریوں کو سرے سے اس اہم حق سے محروم کرنا ہے، یہ بات کسی بھی طرح قابل قبول نہیں ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جو لوگ اپنی مرضی سے ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا چاہتے ہیں یا پُرامن طریقہ پر قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں، ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہ پیدا کی جائے۔

11 - مسلم پرسنل بورڈ کا یہ اجلاس ہم جنسوں کے مابین شادی کو قانونی جواز دیے جانے کی ہر کوشش کی سختی سے مخالفت کرتا ہے اور اسے ملک وانسانیت کے لئے انتہائی مضر، مہلک اور نقصان دہ سمجھتا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ مغربی ممالک میں ہم جنسی کی شادی اور LGBT کی جو بے حیا اور فحش تحریک چل پڑی ہے اس کے اثرات اب ہمارے ملک پر بھی پڑنے لگے ہیں حالانکہ اس تحریک نے ان ممالک کے خاندانی نظام میں شدید بحران پیدا کردیا ہے۔ ہمارا ملک ایک مذہبی ملک ہے اور ہر مذہب نے ان غیر فطری اور غیر اخلاقی تعلقات کی سختی سے مخالفت کی ہے۔ اس مسئلہ پر اسلام کا نقطہ نظر بہت صاف اور واضح ہے۔ اسلام اسے غیر فطری، غیر اخلاقی اور حرام سمجھتا ہے نیز اسے افزائش نسل کے فطری عمل کا مخالف اور خاندانی نظام کو متزلزل کرنے والا فعل سمجھتا ہے۔ بورڈ ملک کے تمام مذہبی رہنماؤں، سماجی مصلحین، سماجی کارکنوں، دانشوروں اور سیاسی رہنماؤں کو آواز دیتا ہے کہ وہ اس رجحان کی سختی سے مخالفت کریں اور اسے قانونی جواز حاصل نہ ہونے دیں۔

رشتے ناطے اور خاندان

انسانی سماج کے سب سے زیادہ حسین اور دل کش نظارے خاندان کے دائرے میں نظر آتے ہیں۔ شوہر اور بیوی کی محبت، ماں باپ کی شفقت، چھوٹوں سے پیار، بڑوں کا احترام، بیماروں کی تیمارداری، معذوروں کی مدد، بوڑھوں کو سہارا، ایک دوسرے کے کام آنا، سب کو اپنا سمجھنا، خوشی اور غم کے مواقع پر جمع ہو جانا۔ غرض خاندان ایک چھوٹا سماج ہوتا ہے اور یہ چھوٹا سماج جتنا زیادہ مضبوط اور خوب صورت ہوتا ہے، بڑے سماج کے لئے اتنا ہی زیادہ مفید اور مددگار ہوتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب اپنی رعایا کے سلسلے میں جواب دہ ہو۔ امام ذمے دار ہے اور اپنی رعایا کے سلسلہ میں جوابدہ ہے، مرد اپنے اہل خانہ میں ذمے دار ہے اور وہ اپنی رعایا کے سلسلے میں جواب دہ ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر میں ذمے دار ہے اور وہ اپنی رعایا کے سلسلے میں جواب دہ ہے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان میں مرد کی حیثیت بھی ذمہ دار کی ہے اور عورت کی حیثیت بھی ذمے دار کی ہے، اور ان کا گھر ان کے لیے رعایا کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہتر خاندان کی تشکیل کی ذمے داری اور جواب دہی دونوں پر عائد ہوتی ہے۔

مضبوط خاندان کی ٹھوس بنیادیں: دور جدید میں جب کہ ہر چیز کی مادی توجیہ کی جاتی ہے، سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خاندان محض ایک سماجی رواج ہے جو وقتی ضرورتوں کے تحت وجود میں آیا اور جب وہ ضرورت باقی نہیں رہے تو اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ہی انسان کے ارتقا کا تقاضا ہے، اسلام اس تصور کی کوئی گنجائش نہیں رکھتا ہے۔ وہ خاندان کو نوع انسانی کا ایک ناگزیر عنصر مانتا ہے، جس سے علاحدگی اور دوری نوع انسانی کے لیے خطرناک حد تک نقصان دہ ہے۔ اسلام میں خاندان کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور اس کی مضبوطی کے لیے ٹھوس اور گہری بنیادیں فراہم کی گئی ہیں۔

رشتے ناطے امتحان ہیں: اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان کی زندگی ایک امتحان ہے اور رشتے اس امتحان کا ایک اہم حصہ ہیں۔ امتحان کی نفسیاتی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آسان سوالوں کو انسان خوش دلی سے حل کرتا ہے اور مشکل سوالوں کو درست طریقے سے حل کرنے کے لیے اپنی ساری توانائی صرف کردیتا ہے۔ رشتوں کو امتحان مان لینے کا نفسیاتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی ہر رشتے کو خوبی کے ساتھ نباہ لینے کی کوشش کرتا ہے خواہ اس کے لیے اسے کتنی ہی مشقت اٹھانی پڑے۔ دشوار صفت رشتے نباہ لینے میں اسے کامیابی ملتی ہے تو وہ اسی طرح خوش ہوتا ہے جس طرح ایک مشکل سوال حل کر لینے پر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ امتحان کا تصور رشتوں کے ساتھ تعامل کی کیفیت کو بالکل بدل دیتا ہے۔ پھر مسائل سامنے آنے پر رشتوں سے فرار نہیں اختیار کرتا ہے بلکہ رشتوں کو نباہنے کی ذمہ داری کو قبول کرتا ہے۔ (ماخوذ)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۳/۱۴۴۴/۲۸۹۵/۷ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دملہ، مدھوبنی)

ہاجرہ خاتون بنت محمد وکیل مرحوم مقام کیہ پوسٹ بشن پور بلاک بینی پٹی ضلع مدھوبنی ۔فریق اول

بنام

محمد عرفان ولد محمد بودھن مقام کھر بٹا پورن باس ڈاکخانہ توابا کھر بلاک کشن پور ضلع سپول ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول (ہاجرہ خاتون بنت محمد وکیل مرحوم) نے آپ فریق دوم (محمد عرفان ولد محمد بودھن) کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، ضلع مدھوبنی میں تقریبا ۵/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضا کو دیں۔ اور آئندہ تاریخ سماعت ۔۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰؍جولائی ۲۰۲۳ء روز سوموار کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹؍بجے دن دارالقضا ''دملہ'' میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۰/۱۴۴۴/۲/۱۷ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دین بندھی، ضلع سوپول)

رخسانہ خاتون بنت محمد عثمان منصوری، مقام بھوکراہا نرسنگھ گاؤں پالیکا، وارڈ نمبر ۲ ڈاکخانہ اکہا بازار، ضلع سنسری (نیپال)۔ فریق اول

بنام

محمد ریاض الدین ولد امجد میاں، مقام بھوکراہا نرسنگھ گاؤں پالیکا، وارڈ نمبر ۱ ڈاکخانہ اکہا بازار، ضلع سنسری (نیپال)۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ دین بندھی، ضلع سوپول میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷؍ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶؍جولائی ۲۰۲۳ء روز اتوار کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۸/۱۴۴۴/۲۲۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، ضلع پورنیہ)

اُزید خاتون بنت عبدالقادر، مقام سہسول، ڈاکخانہ ڈبرا، ضلع پورنیہ۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد سونو ولد محمد مناظر، مقام وڈاکخانہ نامعلوم......(یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ چھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ جامعہ اسلامیہ بھوانی پور، ضلع پورنیہ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶؍ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۵؍جولائی ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۱۴/۱۴۴۴/۱۸۵۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، ضلع مدھوبنی)

پروین خاتون بنت عبدالقیوم انصاری، مقام وڈاکخانہ برہرا، ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

عارف حسین ولد جاوید حسین، مقام بیلوتی پورہ، دانی اجین، ڈاکخانہ اجین، مدھیہ پردیش۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تمام حقوق سے محروم ہونے اور غائب ولا پتہ ہونے کی وجہ سے دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، ضلع مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۲؍جولائی ۲۰۲۳ء مطابق ۲۳؍ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ روز بدھ کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

هفتۂ رفتہ

محمد اظہار

بہار بورڈ میڈیکل اور انجینئرنگ کی مفت کوچنگ کرائے گا

بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ نے انٹر کمپارٹمینٹل واسپیشل امتحان کا رزلٹ جاری کر دیا ہے۔ بورڈ کے چیئرمین آنند کشور نے بتایا کہ کل 56 ہزار 61 طلبا شامل ہوئے تھے۔ جس میں سے 34,792 امتحان دہندگان نے کامیابی حاصل کی۔ اس طرح اس امتحان میں طلبا کے پاس ہونے کا فیصد 2.06 فیصد رہا ہے۔ جناب آنند کشور نے بورڈ کے ایک ڈریم اسکیم 'میڈیکل اور انجینئرنگ' کی کوچنگ کرائے جانے کی جانکاری دیتے ہوئے بتایا کہ وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی ہدایت پر بہار بورڈ سے پاس ذہین طلبا کے لئے مفت میڈیکل وانجینئرنگ کوچنگ کرانے کا اسی سال سے فیصلہ کیا۔ جولائی ماہ سے درخواست طلب کئے جائیں گے۔ کوچنگ کی تفصیلات بتاتے ہوئے آنند کشور نے بتایا کہ اس کے لئے لڑکیوں کے لئے بانکی پور گرلس اسکول پٹنہ اور لڑکوں کے لئے پٹنہ کالجیٹ اسکول کا انتخاب کیا گیا ہے۔ دونوں اسکول میں کوچنگ کا نظم ہوگا۔ بورڈ کی جانب سے فوڈنگ، لاجنگ، ٹیچر، اسٹڈی میٹریل کے ساتھ ساتھ دونوں اسکول کے ہوسٹل کی تجدید کی جائے گی جہاں یہ بچے کوچنگ کریں گے۔ طلبا کو ایک پیسہ بھی اس کے لئے خرچ نہیں کرنا ہوگا۔ طلبا کا انتخاب میرٹ لسٹ کی بنیاد پر ہوگا۔ اس کی تعداد 200 سے 250 کے درمیان ہوسکتی ہے۔ (پریس رپورٹ)

اڈیشہ ٹرین حادثہ میں بہار کے 38 لوگوں کی موت

اڈیشہ کے بالاسور میں ہوئے ٹرین حادثہ میں 300 افراد جاں بحق ہوئے اور 900 زخمی ہیں۔ ان میں بہار کے 38 لوگوں کی اموات واقع ہوئی ہے جب کہ 49 افراد زخمی ہوئے ہیں۔ 21 لوگ اب بھی لاپتہ بتائے جا رہے ہیں۔ محکمہ آفات انتظامیہ کے مطابق سب سے زیادہ مظفر پور ضلع کے 9 لوگوں کی موت ہوئی ہے جبکہ مدھوبنی کے 7، بھاگلپور کے 5 اور مشرقی چمپارن ضلع کے 4 لوگوں کی اموات ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ پورنیہ، نوادہ، مغربی چمپارن، دربھنگہ اور جموئی ضلع کے 2-2 جبکہ سستی پور، بانکا اور بیگوسرائے ضلع 1-1 لوگ کی موت ہوئی ہے۔ واضح ہو کہ 3 جون کو تین ٹرین ٹکرا گئیں جس کے سبب یہ بڑا حادثہ رونما ہوا۔ (نیوز رپورٹ)

آسام میں اب نہیں ہوگا دسویں بورڈ کا امتحان: ہیمنت بسواسرما

آسام میں آئندہ تعلیمی سال یعنی 2024 سے درجہ 10 کے طلبا کے لیے بورڈ کا امتحان نہیں ہوگا۔ یہ اعلان ریاست کے وزیر اعلیٰ ہیمنت بسواسرما نے کیا ہے۔ انھوں نے طلبا کو راحت دیتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (این ای پی 2020) کو نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب ریاستی حکومت ایک نیا آسام ایجوکیشن بورڈ قائم کرے گی۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق آسام کے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ درجہ 10 کا امتحان بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن آسام یعنی ایس ای بی اے کے ذریعہ منعقد کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف درجہ 12 ویں کا امتحان آسام ہایر سیکنڈری ایجوکیشن کونسل (اے ایچ ایس ای سی) کے ذریعہ کرایا جاتا ہے۔ اب دونوں بورڈ کو آپس میں ضم کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ ہیمنت بسواسرما نے بتایا کہ دسویں درجہ کے طلبا کے لیے پاس اور فیل سسٹم نافذ رہے گا، لیکن بورڈ امتحانات صرف 12 ویں درجہ کے لیے منعقد کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ دسویں درجہ میں بیٹھنے والے طلبا کو اب 11 ویں درجہ میں داخلہ لینے کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ انھیں پرموٹ کیا جائے گا۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق نئی تعلیمی پالیسی 2020 کے تحت تعلیمی نظام میں کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ آسام میں اب اسکول اور کالج ایجوکیشن کو ضم کیا جا رہا ہے۔ ریاست میں 5+3+3+4 فارمولے پر مشتمل کلاسز ہوں گی۔ (ایجنسی)

آئی آئی ٹی طالب علم فیضان کی مشتبہ موت معاملے کو مسترد نہیں کیا جاسکتا: عدالت

آئی آئی ٹی کھڑگپور کے سابق طالب علم فیضان احمد کی ''مشتبہ موت'' کے معاملے میں کلکتہ ہائی کورٹ نے سماعت کے دوران قتل کی تھیوری کو مکمل طور پر مسترد نہیں کیا ہے۔ کیس کی سماعت ہائی کورٹ کے جسٹس راج شیکھر منتھا کی بنچ میں ہوئی۔ جسٹس منتھا نے کہا کہ وہ اس معاملے میں قتل کی سزا کی دفعہ 302 کو شامل کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ تعزیرات ہند کی اس دفعہ کے تحت جرم ثابت ہونے پر مجرم کو عمر قید یا موت کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔ گزشتہ اکتوبر میں آئی آئی ٹی کھڑگپور کے طالب علم فیضان احمد کی آئی آئی ٹی کھڑگپور میں غیر متوقع طور پر موت ہوگئی تھی۔ ہاسٹل کے کمرے سے اس کی لاش برآمد ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر زخموں کے نشانات بھی تھے۔ فیضان احمد کی موت پر آئی آئی ٹی کھڑگپور میں طلبا نے احتجاج بھی کیا تھا۔ انتظامیہ پر اس پورے معاملے پر پردہ ڈالنے کا بھی الزام ہے۔ فیضان کے اہل خانہ نے مشتبہ موت کی جانچ کے لئے ہائی کورٹ میں عرضی دائر کی تھی۔ ہائی کورٹ نے یہ بھی تبصرہ کیا کہ آئی آئی ٹی انتظامیہ نے طالب علم کی موت کے معاملے میں بے حسی کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ ہائی کورٹ کے جسٹس منتھا نے پہلے ایک ماہرین کمیٹی کو ہدایت دی تھی کہ وہ آئی آئی ٹی کے طالب علم کی غیر معمولی موت کی خودکشی یا قتل کی تحقیقات کرے۔ بعد ازاں کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی کہا کہ فیضان کے سر کے پچھلے حصے پر کسی بھاری چیز سے چوٹ کے نشانات ہیں۔ وہ رپورٹ ملنے کے بعد عدالت نے کلکتہ میڈیکل کالج میں فیضان کی لاش کا ایک اور پوسٹ مارٹم کرنے کا حکم دیا تھا۔ دوسری پوسٹ مارٹم رپورٹ گزشتہ منگل کو عدالت میں جمع کرائی گئی۔ یہ دیکھ کر جسٹس منتھا نے پولیس سے کہا کہ ملزم کی شناخت کا وقت آگیا ہے۔ اس بار ہمیں دفعہ 302 کو شامل کرنے کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ منگل کو فرانزک ماہر اجے گپتا کی کمیٹی نے متوفی فیضان احمد کی دوسری پوسٹ مارٹم رپورٹ عدالت میں پیش کی۔ (یواین آئی)

طب وصحت

یورک ایسڈ بڑھنے کی صورت میں کچھ مفید گھریلو علاج

یورک ایسڈ ایک قدرتی فضلہ یا تیزابی مادہ ہے جو ہر انسان میں پایا جاتا ہے۔ یہ مادہ پیشاب کے ذریعے جسم سے خارج ہوتا رہتا ہے اور اس کا اصل کام جسم میں گرمی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ یہ پیورین کی وجہ سے ہر روز جسم میں بنتا ہے۔ پیورین ایک کیمیائی مادہ ہے جو ہمارے جسم میں خلیوں کے ٹوٹنے سے قدرتی طور پر بنتا ہے جب کہ اس کا کچھ حصہ غذا سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ خون میں یورک ایسڈ کی موجودگی معمول کی بات ہے لیکن اگر اس کا لیول صحت مند سطح سے بڑھ جائے تو یہ ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس ٹائپ ٹو کا باعث بن سکتا ہے۔ یورک ایسڈ میں اضافہ صرف غذا سے نہیں ہوتا بلکہ مجموعی طرز زندگی اس میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ جب یورک ایسڈ کا پیشاب کے ذریعے جسم سے اخراج نہیں ہو پاتا تو یہ کرسٹل کی صورت میں جوڑوں میں جمع ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے اٹھنے، بیٹھنے، اور چلنے پھرنے میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل سے بچاؤ کی واحد صورت یہی ہوتی ہے کہ یورک ایسڈ کے لیول کا خیال رکھا جائے اور اس کو نارمل سطح سے بڑھنے نہ دیا جائے۔

یورک ایسڈ کا نارمل لیول کتنا ہوتا ہے؟

مردوں میں یورک ایسڈ کی مقدار تین سے سات ملی گرام اور عورتوں میں یورک ایسڈ کی مقدار دو سے چھ ملی گرام، یورک ایسڈ کا نارمل لیول جوڑوں کے مسائل کا سبب نہیں بنتا۔ اس کے برعکس اگر جسم میں اضافی پیورین بننے یا گردوں کی ناقص کارکردگی سے یورک ایسڈ میں اضافہ ہو جائے تو اس سے چھٹکارا پانا قدرے مشکل ہو جاتا ہے۔ یورک ایسڈ بڑھنے کی اور بھی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ یورک ایسڈ کا دیسی علاج، فائبر کا استعمال، بیکنگ سوڈا، لیموں، سرکہ، وزن میں کمی، پانی کا زیادہ استعمال، اجوائن، اینٹی آکسیڈنٹس سے بھرپور سبزیاں، یورک ایسڈ کی وجوہات یورک ایسڈ بڑھنے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہوسکتی ہیں۔ واٹر پلو کا استعمال، چنبل (جلد کی بیماری)، ذہنی دباؤ، گردوں کی بیماری، ورزش نہ کرنا، کینسر کا علاج، گوشت کا زیادہ استعمال، الکوحل کا زیادہ استعمال، موٹاپا، جینیاتی مسائل۔ یورک ایسڈ کی علامات مندرجہ ذیل ہوسکتی ہیں۔ یورک ایسڈ کی علامات جوڑوں میں شدید درد، اٹھنے، بیٹھنے، اور چلنے پھرنے میں مشکلات، جوڑوں میں سرخی یا سوزش، گٹھیا، پیر کے انگوٹھوں میں سوزش، جوڑوں میں کھنچاؤ۔ اگر آپ کو یورک ایسڈ کی ان علامات یا ان میں سے کسی بھی علامت کا سامنا ہو تو آپ کو مندرجہ ذیل غذائیں چھوڑنا ہوں گی کیوں کہ ان غذاؤں کی وجہ سے یورک ایسڈ بڑھ سکتا ہے۔ ان غذاؤں سے مکمل پرہیز یا ان کے استعمال میں کمی سے یورک ایسڈ کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی۔ خشک پھلیاں، مٹر، گوشت، گوبھی، مچھلی، مشروم۔ اس کے علاوہ کچھ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ ایسی غذائیں جن میں شکر (فرکٹوز) زیادہ ہوتی ہے وہ بھی یورک ایسڈ کی مقدار بڑھا سکتی ہیں۔ لہٰذا بازاری اشیاء خریدنے سے پہلے اس بات کو یقینی بنالیں کہ اس چیز میں شکر نہیں ہے۔ اسی طرح فروٹ، جوسز، اور سافٹ ڈرنکس میں بھی کافی مقدار میں شکر ہوتی ہے جو جسم میں تیزی سے جذب ہوتی ہے اس لیے ان اشیاء سے پرہیز بھی لازمی کرنا ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ یورک ایسڈ بڑھنے کی صورت میں کچھ مفید گھریلو علاج بھی مفید ثابت ہوتے ہیں۔

یورک ایسڈ کا دیسی علاج: اگر آپ کا یورک ایسڈ بڑھ گیا ہے تو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل پیرا ہو کر آپ آسانی کے ساتھ اس میں کمی لا سکتے ہیں۔

فائبر کا استعمال: ایسی غذائیں، جن میں فائبر زیادہ مقدار میں موجود ہو، استعمال کرنے سے یورک ایسڈ کے لیول میں کمی آتی ہے۔ ان غذاؤں میں دلیہ، جو، اسپغول، سیب، بروکلی، کھیرا، گاجر، اور کیلا وغیرہ شامل ہیں۔ یہ وہ غذائیں ہیں جن کے کھانے سے زیادہ پیشاب آتا ہے اور قبض دور ہوتی ہے جس سے یورک ایسڈ کا اخراج ممکن ہوتا ہے۔ اس لیے روزانہ پانچ سے دس گرام فائبر کو اپنی خوراک کا حصہ لازمی بنائیں۔

بیکنگ سوڈا: بیکنگ سوڈا یورک ایسڈ کے لیول اور جوڑوں کے درد کو کم کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ سوڈا یورک ایسڈ کے کرسٹلز کو پگھلانے اور گردوں کے ذریعے باہر نکالنے میں مدد کرتا ہے۔ آدھا چمچ بیکنگ سوڈا ایک گلاس پانی میں حل کر کے دن میں ایک مرتبہ استعمال کرنے سے یورک ایسڈ کی مقدار میں کمی آتی ہے۔ تاہم ایسے افراد جن کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہو یا بلڈ پریشر کے مریض ہوں تو ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق اس گھریلو علاج پر عمل کریں۔

لیموں: لیموں کا رس الکلائن اور وٹامن سی سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس کا عرق تیزابی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے لیکن وٹامن سی کی وجہ سے فوری پر یورک ایسڈ کو کنٹرول کرتا ہے۔ آدھا لیموں ایک گلاس نیم گرم پانی میں نچوڑ کر پینے سے یورک ایسڈ کے لیول میں کمی آتی ہے۔ لیموں اور پانی کے محلول کو صبح نہار منہ ایک مہینہ تک استعمال کرنے سے مفید نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر کے مشورے سے وٹامن سی کے سپلیمنٹ بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

سرکہ: سرکہ قدرتی طور پر ایک ڈی ٹاکسیفائر ہے جو جسم سے فاضل مادے جن میں یورک ایسڈ بھی شامل ہے خارج کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ سرکہ میں موجود میلک ایسڈ یورک ایسڈ کے کرسٹلز کو توڑ کے پیشاب کے ذریعے باہر نکالتا ہے۔ ایک گلاس پانی میں ایک چمچ خالص سرکہ شامل کر کے چار ہفتے تک استعمال کرنے سے یورک ایسڈ کے لیول میں کمی آتی ہے۔

وزن میں کمی: غذاؤں کے ساتھ اضافی وزن بھی یورک ایسڈ کے لیول میں اضافہ کرتا ہے کیوں کہ مسلز کی نسبت فیٹس یورک ایسڈ زیادہ بناتے ہیں۔ اسی طرح وزن کی زیادتی سے بھی گردوں کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ فوری طور پر وزن میں کمی یورک ایسڈ کا لیول کم کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

پانی کا زیادہ استعمال: پانی زیادہ استعمال کرنے سے جسم میں موجود یورک ایسڈ جیسے فاضل مادوں کے اخراج میں مدد ملتی ہے۔ یہ مادے خارج ہونے سے گٹھیا کی علامات میں بھی کمی آتی ہے۔ ماہرین کے مطابق ہر روز دس سے بارہ گلاس پانی پینے سے یورک ایسڈ کا لیول کم کرنے میں مدد ملے گی۔

اجوائن: اجوائن میں وافر مقدار میں اومیگا سکس فیٹی ایسڈ پایا جاتا ہے جو نظام انہضام کی صفائی میں اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جسم کو یورک ایسڈ سے بھی نجات دلانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

اینٹی آکسیڈنٹس سے بھرپور سبزیاں: اینٹی آکسیڈنٹس سے بھرپور سبزیاں اور پھل سوزش کو کم کرنے میں مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ پھل اور سبزیاں تیزاب کی سطح کو بھی متوازن رکھتے ہیں۔ یورک ایسڈ کی علامات اگر کچھ دنوں تک بہتر نہیں ہوتیں تو آپ کو کسی معالج سے رجوع کرنا ہوگا۔ کسی بھی معالج سے رجوع کرنے کے لیے ہیلتھ وائر کے پلیٹ فارم پر آئیں اور آسانی کے ساتھ معالج سے رابطہ کیجئے۔

Volume:63/73,Issue:22 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

تاریخ ہزاروں سال میں بس اتنی سی بدلی ہے
تب دور تھا پتھر کا، اب لوگ ہیں پتھر کے
(نامعلوم)

یونیفارم سول کوڈ ملک کی سالمیت کے لیے نقصان دہ: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری منتخب ہونے پر امارت شرعیہ میں استقبالیہ اجلاس

مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ وسجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری منتخب ہو کر پہلی بار پٹنہ تشریف لانے پر امارت شرعیہ میں ایک باوقار استقبالیہ اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں امارت شرعیہ کے سبھی ذمہ داران وکارکنان کے علاوہ سیاسی وسماجی شخصیات، مختلف تنظیموں کے ذمہ داران، علماء، ائمہ کرام، دانشوران، صحافی حضرات، اردو اور ہندی زبانوں کے اخباری نمائندگان، الیکٹرونک میڈیا کے نمائندگان، وکلاء اور قانون داں حضرات اور معززین شہر بڑی تعداد میں جمع ہوئے اور حضرت امیر شریعت کو بورڈ کی اس بڑی ذمہ داری ملنے پر انہیں مبارک باد دی ساتھ ہی ان کے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی کہ آپ کے فکر وعمل اور اولوالعزمی سے بورڈ کے کاموں کو مضبوطی ملے گی۔
اس موقع پر امارت شرعیہ کے کانفرنس ہال میں منعقد استقبالیہ اجلاس میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے کہا کہ یہ جو ذمہ داری ملی ہے، اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مجھے آپ سب کی دعا کی بھی ضرورت ہے اور آپ کے عملی تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ اگر آپ کا تعاون رہا تو اس عہدے کے جو تقاضے ہیں اس کو ہم کامیابی کے ساتھ پورا کر سکتے ہیں۔ آپ نے بورڈ کو درپیش مسائل اور مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے ملک میں یونیفارم سول کوڈ کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کے بڑھتے ہوئے قدم پر بھی روشنی ڈالی اور کہا کہ یونیفارم سول کوڈ ملک کو سالمیت کی طرف نہیں لے جائے گا بلکہ اس کو نقصان اور تقسیم کی طرف لے جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ بورڈ کے ذمہ داروں کی نئی ٹیم مل کر ان مشکلات اور چیلنجز کا سامنا کرے گی اور ملک وقوم کو صحیح سمت کی طرف رہنمائی کرے گی۔ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے کہا کہ آپ کے خاندان کی عزیمت سے بھری تاریخ رہی ہے، آپ کے دادا اور والد نے مسلم پرسنل لا بورڈ کو اپنے خون جگر سے سینچا اور پروان چڑھایا، اب ایک مرتبہ پھر آپ کے مضبوط کندھوں بورڈ کی اہم ذمہ داری آئی ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی جواں سال قیادت میں بورڈ کا کارواں آگے بڑھے گا۔ اس سے قبل افتتاحی خطاب کرتے ہوئے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی کے اکابر کے مسلم پرسنل لاء کے تحفظ کے لیے کی گئی جدو جہد کو بیان کیا اور حضرت امیر شریعت کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ آپ کا حسن انتخاب نہ صرف ہم بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ والوں کے لیے بلکہ پورے ملک کے مسلمانوں کے لیے لیے فال نیک ثابت ہوگا۔ جناب احمد اشفاق کریم صاحب رکن راجیہ سبھا نے کہا کہ مجھے فخر ہے کہ مجھے حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ماتحتی میں بورڈ میں کام کرنے کا موقع ملا اور آج عظیم دادا کے عظیم پوتے اور عظیم والد کے عظیم بیٹے حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کے ساتھ بھی مجھے بورڈ میں کام کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے فکر وعمل سے بورڈ کو مضبوطی ملے گی۔
اس موقع سے جناب شکیل احمد خان ایم ایل اے، جناب اظہار الحسن صاحب ایم ایل اے، جناب نہال احمد صاحب ایم ایل اے، جناب مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر جماعت اسلامی بہار، مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی اورینٹل کالج پٹنہ، مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، جناب ارشاد اللہ صاحب چیئر مین بہار اسٹیٹ سنی وقف بورڈ، جناب ارشاد علی آزاد چیئر مین بہار اسٹیٹ شیعہ وقف بورڈ، جناب اشرف فرید صاحب ایڈیٹر قومی تنظیم، جناب ڈاکٹر انوار الہدیٰ صاحب ناظم نشر واشاعت جمعیۃ علماء بہار، جناب پروفیسر یونس حکیم صاحب سابق چیئر مین اقلیتی کمیشن بہار، جناب اظہار احمد سابق ایم ایل اے، جناب عید محمد انصاری صاحب پرووی سی مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی پٹنہ، جناب مولانا اعجاز احمد سابق چیئر مین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ، جناب گوپال روی داس ایم ایل اے پھلواری شریف، جناب اعظمی باری صاحب سینئر کانگریسی لیڈر، جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ وغیرہ نے بھی اظہار خیال کیا اور حضرت امیر شریعت کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ آپ کی مضبوط اور جواں سال قیادت سے بورڈ کے کاموں کو مضبوطی ملے گی اور بورڈ کا سفر حسن وخوبی کے ساتھ جاری رہے گا۔ اس موقع سے سبھی حاضرین نے ملک کے نامور عالم دین فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے بورڈ کا صدر منتخب ہونے پر ان کو مبارک باد پیش کی ساتھ ہی تمام نو منتخب ذمہ داران کو بھی مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ بورڈ کی اس نئی ٹیم سے قوم کو بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ انشاء اللہ امید ہے کہ یہ ٹیم ان توقعات پر کھری اترے گی اور بورڈ کو ان سے مزید استحکام ملے گا۔
اجلاس کا آغاز جناب مولانا احمد حسین مدنی قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، جب کہ نعت شریف جناب مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری نے پیش کی۔ اجلاس کی نظامت کے فرائض قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب اور جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم صاحب نے مشترکہ طور پر انجام دیے۔ اس اجلاس میں شریک ہونے والوں میں جناب حافظ رضی احمد صاحب خلیفہ مجاز حضرت امیر شریعت مدظلہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ، مولانا مجیب الرحمٰن صاحب قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دار القضا، جناب حاجی سلام الحق صاحب رکن شوریٰ امارت شرعیہ، جناب احسان الحق صاحب رکن شوریٰ امارت شرعیہ، جناب ایس ایم شرف صاحب سابق چیئر مین صغریٰ وقف بورڈ، حافظ احتشام رحمانی، ڈاکٹر فرحت حسن صاحبہ ڈائرکٹر انٹرنیشنل اسکول پاٹلی پترا، جناب ارشد عباس صاحب، جناب اعجاز صاحب ترجمان راشٹریہ جنتا دل، جناب مہتاب عالم صاحب صدر راجد پٹنہ مہانگر، جناب خورشید انور ایڈووکیٹ پٹنہ ہائی کورٹ، جناب ڈاکٹر سید یاسر حبیب صاحب، جناب ڈاکٹر تقی امام صاحب، جناب رضوی صاحب انچارج پرنسپل آئی آئی سی ای، جناب شوکت جعفری صاحب پرنسپل ایم ایم رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، ایڈووکیٹ نگارش صاحب، جناب نور السلام صاحب انسپکٹر آف اگزام بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، جناب عبد الباقی سکریٹری پٹنہ سنی وقف بورڈ، جناب انجینئر اجر الحسن صاحب، جناب عبد الوہاب انصاری سابق اے ڈی ایم، جناب سمیع الحق صاحب سابق انچارج بیت المال امارت شرعیہ، مولانا عبد الباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی، مولانا نور الحق رحمانی صاحب استاذ المعہد العالی، جناب قاسم خورشید صاحب، جناب فیروز صاحب ایڈیٹر فاروقی تنظیم، مولانا مفتی احکام الحق قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا شکیل قاسمی استاذ حدیث دار العلوم الاسلامیہ، جناب خوشنود بھائی، جناب قیصر علی خان صاحب، جناب ماسٹر شبلی نعمانی صاحب، جناب دانش خان صاحب، جناب صلاح الدین منصوری صاحب، جناب منہاج صاحب وارڈ کاؤنسلر، جناب چودھری نیلم عباس صاحب، جناب کوثر علی خان صاحب، جناب توصیف ملک صاحب، مولانا مفتی منت اللہ قاسمی شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت، مولانا منہاج عالم ندوی آفس سکریٹری شعبہ پروجیکٹ مینجمنٹ، مولانا تبریز عالم قاسمی استاذ دار العلوم الاسلامیہ، مولانا نیر اسلام قاسمی استاذ دار العلوم الاسلامیہ، مولانا راشد انور قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا ذیشان صاحب قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا عبد اللہ انس صاحب، مولانا مفتی اسعد اللہ قاسمی مینیجر ہفتہ وار نقیب، مولانا مفتی ازہد صاحب استاذ دار العلوم الاسلامیہ، مولانا روح الامین قاسمی استاذ المعہد العالی، جناب نیر اعظم صاحب ایڈیٹر آئینہ جمال، جناب مسعود جامی صاحب صحافی، جناب افتخار صاحب تہذیب ٹی وی، جناب فیروز صاحب نمائندہ روزنامہ ہندوستان وغیرہ نے شرکت کی۔ اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب مولانا ارشد رحمانی آفس سکریٹری، جناب مولانا محمد ابوالکلام شمسی صاحب معاون ناظم، جناب مولانا نصیر الدین مظاہری، جناب عرفان الحسن صاحب انچارج بیت المال، جناب مولانا صابر حسین قاسمی، جناب مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، قاری مجیب الرحمٰن استاذ شعبہ حفظ، جناب خبیب احمد صاحب بیت المال، جناب حامد صاحب بیت المال، جناب امتیاز صاحب بیت المال، مولانا عبد القدوس صاحب مظاہری، مولانا مزمل حسین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ، مولانا سعود اللہ قاسمی مبلغ امارت شرعیہ، مولانا جمیل اختر قاسمی مبلغ امارت شرعیہ، مولانا عبد القادر قاسمی مبلغ امارت شرعیہ کے علاوہ کارکنان امارت شرعیہ، مبلغین اور تربیت قضاء کے علماء کرام نے بڑی محنت کی۔ آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی مینیجر نقیب**)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421